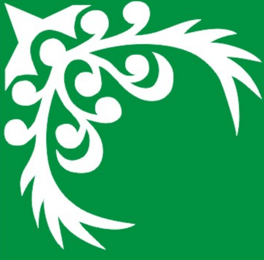


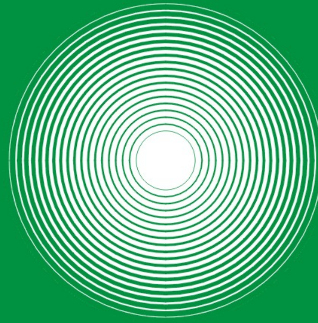
باسمہ تعالیٰ

علمی و تحقیقی سلسلہ نمبر ۱۷

حصولُ الخیر بالتضحیۃِ عن الغیر

یعنی

غیر کی طرف سے قربانی کی تحقیق



مؤلف

مفتی محمد رضوان





ادارہ غفران   چاہ سلطان   راولپنڈی

باسمہٖ تعالیٰ

علمی وتحقیقی سلسلہ نمبر (۱۷)

اصلاح وترمیم شدہ ایڈیشن

حصولُ الخیر بالتضحیۃِ عن الغیر

یعنی

غیر کی طرف سے قربانی کی تحقیق

دوسرے کی طرف سے واجب یا نفلی قربانی کرنے
اور اس میں ایک سے زیادہ افراد کی شرکت کا حکم

مصنِّف

مفتی محمد رضوان

ادارہ غفران: چاہ سلطان راولپنڈی پاکستان

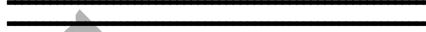
Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

نام کتاب: غیر کی طرف سے قربانی کی تحقیق
مصنِّف: مفتی محمد رضوان
طباعتِ اول: ذوالقعدۃ ۱۴۳۰ھ اکتوبر 2009ء
طباعتِ دوم: ربیع الاول ۱۴۳۱ھ فروری 2010ء
طباعتِ سوم: رمضان ۱۴۳۲ھ اگست 2011ء
صفحات: ۴۸

ملنے کا پتہ

کتب خانہ ادارہ غفران چاہ سلطان گلی نمبر 17 راولپنڈی پاکستان
فون 051-5507270 فیکس 051-5780728

فہرست



حصولُ الخیر

بالتضحیۃِ عن الغیر

تضحیۃ عن الغیر میں تعدُّد اور اذنِ غیر کی شرط کی تحقیق

ہمارے رسالہ ''ذُو الحجہ وقربانی کے فضائل واحکام'' (طباعتِ چہارم: ذُو القعدہ ۱۴۲۸ھ نومبر 2007ء) کے صفحہ ۱۲۹ پر مسئلہ نمبر ۹ مندرجہ ذیل طریقہ پر بیان کیا گیا ہے:

ایصالِ ثواب کے لئے نفلی قربانی رسولِ اکرم ﷺ یا کسی استاذ یا والدین یا کسی بھی فوت شدہ یا زندہ رشتہ دار واجنبی مسلمان کی طرف سے ان کو ثواب پہنچانے کے لئے کرنا درست ہے۔

یہ بھی جائز ہے کہ ایک شخص پورے ایک چھوٹے جانور یا بڑے جانور کے ساتویں حصے کی قربانی کا ثواب کئی لوگوں کو پہنچائے۔

اور یہ بھی جائز ہے کہ کئی لوگ مل کر ایک قربانی کا ثواب ایک یا زیادہ لوگوں کو پہنچائیں۔

اس مسئلہ پر بعض اہلِ علم حضرات کی توجہ دلانے سے دوبارہ بلکہ سہ بارہ تحقیق کی گئی، جس کی تفصیل ذیل میں ذکر کی جارہی ہے۔

شاۃِ واحدہ یا سُبُع بقرۃ میں ایصالِ ثواب کی صورتیں

قربانی کے ذریعہ سے ایصالِ ثواب کرنا تو درست ہے، اس لئے اس سے تو بحث نہیں۔ [1]

ہماری مندرجہ بالا تالیف میں مذکورہ مسئلہ میں دوصورتوں کو بیان کیا گیا ہے، ایک یہ کہ ایصالِ ثواب کرنے والے کی طرف سے پورے ایک چھوٹے جانور کا یا بڑے جانور کے ساتویں حصہ کا ثواب متعدد افراد کے لئے ہو، اور دوسری صورت یہ ہے کہ ایک قربانی میں ایصالِ ثواب کرنے والے ایک سے زیادہ افراد شریک ہوں۔

---

[1] اس کی تفصیل ہم نے اپنی دوسری تالیف ''صدقۂ جاریہ وایصالِ ثواب کے فضائل واحکام'' میں ذکر کردی ہے۔

ان میں سے پہلی صورت کا جواز تو بے غبار ہے، کیونکہ اس صورت میں قربانی کی ملکیت میں شرکت نہیں، بلکہ صرف اجر وثواب میں شرکت ہے، اور حضورﷺ نے ایک قربانی کا ثواب پوری امت کے لئے فرمایا ہے، جس سے اس شرکت کے جواز کا منصوص ہونا ثابت ہوتا ہے۔

اور رہی دوسری صورت تو اس کا جواز فتاویٰ رحیمیہ اور محمودیہ سے اخذ کیا گیا تھا۔

''وان مات احد السبعة'' کی بحث

چنانچہ فتاویٰ رحیمیہ میں ایک سوال وجواب اس طرح مذکور ہے:

سوال: چھ آدمیوں نے مل کر قربانی کے بڑے جانور میں اپنا اپنا واجب حصہ رکھا، اور ساتویں حصہ میں سب نے شریک ہوکر آنحضرتﷺ کے لئے نفل قربانی کی نیت کرلی، تو یہ درست ہے یا نہیں؟ واجب قربانی پر تو برا اثر نہیں پڑتا؟ یاد رہے کہ ساتواں حصہ ایک شخص کی طرف سے نہیں ہے، بلکہ ایک حصہ میں چھ شریک ہیں، لہٰذا کتاب کے حوالہ سے جواب دیا جائے؟

الجواب: (إن مات أحد السبعة) المشتركين فى البدنة (وقال الورثة اذبحوا عنه وعنكم صح) عن الكل استحسانا لقصد القربة من الكل، ولو ذبحوها بلا إذن الورثة لم يجزهم لان بعضها لم يقع قربة (الدرالمختار مع الشامی ج۵ ص ۲۸۴، کتاب الاضحیة)

روایتِ مذکورہ فقہیہ سے استحساناً جائز معلوم ہوتا ہے، کیونکہ جب ساتواں حصہ دار فوت ہوگیا تو اس کا حصہ اس کے ورثاء کی طرف منتقل ہوگیا، اور اس حصہ کے ورثاء مالک بن گئے، اور انہوں نے اس ساتویں حصہ کے مالک ہونے کی حیثیت سے قربانی کی اجازت دے دی، تو اس کی قربانی درست ہوگئی، اسی طرح صورتِ مسئولہ میں چھ ساتھیوں نے ساتواں حصہ خرید کر حضورﷺ کے لئے کردیا تو درست ہونا چاہیئے، دوسرے علماء سے بھی دریافت کرلیا جائے، فقط واللہ اعلم بالصواب (فتاویٰ رحیمیہ مبوب، جلد دہم، ص ۵۷، کتاب الاضحیۃ، مطبوعہ: دارالاشاعت، کراچی)

فتاویٰ رحیمیہ میں جس جزئیہ سے استدلال کیا گیا ہے، وہ دیگر کتبِ فقہ میں بھی مذکور ہے۔ [1]

جس سے پہلے بظاہر یہ سمجھا گیا تھا کہ فوت ہونے کے بعد وفات شدہ کی سبعِ بقرۃ میں ملکیت ختم ہوچکی ہے، اوراس پر ورثاء کی ملکیت قائم ہوچکی ہے، اور ورثاء کی اجازت سے (جو کہ عموماً ایک سے زیادہ افراد ہیں) جب جواز بیان کیا گیا تو یہ گویا کہ اس ساتویں حصہ کے ذریعہ سے ورثہ کی طرف سے مرحوم کے لئے ایصالِ ثواب کی ایک صورت ہوئی۔

اور فتاویٰ رحیمیہ میں اگرچہ سبع بقرہ میں شرکت کا حکم ان شرکاء کے لئے بیان کیا گیا ہے، کہ جو اس بقرہ میں کامل حصہ بھی رکھتے ہیں، لیکن جس جزئیہ پر اس صورت کے جواز کو قیاس کیا گیا ہے، اس میں سبع بقرہ کی تجزی کے شرکاء (یعنی مرحوم کے ورثاء) وہ نہیں ہیں، جن کا اس بقرہ میں کامل حصہ موجود ہے، اس لئے اگر یہ قیاس درست مانا جائے، تو دونوں صورتوں کا جواز ثابت ہوتا ہے، بلکہ شاۃِ واحدہ میں بھی بغرضِ ایصالِ ثواب شرکت کا جواز ثابت ہوتا ہے، کیونکہ دونوں میں مابہ الفرق

---

[1] جن میں سے چند عبارات مندرجہ ذیل ہیں۔

ردالمحتار میں درمختار کی عبارت کے ذیل میں ہے:

(قَوْلُهُ وَقَالَ الْوَرَثَةُ) أَيْ الْكِبَارُ مِنْهُمْ نِهَايَةٌ (قَوْلُهُ لِقَصْدِ الْقُرْبَةِ مِنْ الْكُلِّ) هَذَا وَجْهُ الِاسْتِحْسَانِ .قَالَ فِي الْبَدَائِعِ لِأَنَّ الْمَوْتَ لَا يَمْنَعُ التَّقَرُّبَ عَنْ الْمَيِّتِ بِدَلِيلِ أَنَّهُ يَجُوزُ أَنْ يَتَصَدَّقَ عَنْهُ وَيَحُجَّ عَنْهُ ، وَقَدْ صَحَّ (أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَحَّى بِكَبْشَيْنِ أَحَدُهُمَا عَنْ نَفْسِهِ وَالْآخَرُ عَمَّنْ لَمْ يَذْبَحْ مِنْ أُمَّتِهِ) وَإِنْ كَانَ مِنْهُمْ مَنْ قَدْ مَاتَ قَبْلَ أَنْ يَذْبَحَ ا هـ.لِأَنَّ لَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وِلَايَةٌ عَلَيْهِمْ أَتْقَانِيٌّ (ردالمحتار، كتاب الاضحية)

اور فتاویٰ ہندیہ میں ہے:

وإذا اشْتَرَى سَبْعَةٌ بَقَرَةً لِيُضَحُّوا بها فَمَاتَ أَحَدُ السَّبْعَةِ وَقَالَتْ الْوَرَثَةُ وَهُمْ كِبَارٌ اذْبَحُوهَا عنه وَعَنْكُمْ جَازَ اسْتِحْسَانًا وَلَوْ ذَبَحَ الْبَاقُونَ بِغَيْرِ إذْنِ الْوَرَثَةِ لَا يُجْزِئُهُمْ لِأَنَّهُ لم يَقَعْ بَعْضُهَا قُرْبَةً لِعَدَمِ الْإِذْنِ منهم فلم يَقَعْ الْكُلُّ قُرْبَةً ضَرُورَةَ عَدَمِ التَّجَزِّي كَذَا في الْكَافِي (الفتاویٰ الهندية، كتاب الاضحية، ،الباب الثامن)

اور المحیط البرہانی میں ہے:

قال في الأصل :سبعة اشتركوا في بقرة، أو بدنة ثم مات بعضهم قبل أن ينحروا، فقال ورثته انحروها عنكم، وعن فلان الميت هل يجزئهم؟ القياس :أن لا يجزئهم، وفي الاستحسان :إنه يجزئهم (المحيط البرهاني، ج۸ص۴۷۸، كتاب الاضحية، الفصل الثامن فيما يتعلق بالشركة في الضحايا)

کوئی بھی نہیں، اور اسی عموم کو ملحوظ رکھ کر پہلے جواز کا قول کیا گیا تھا۔

لیکن اب غور کرنے سے معلوم ہوا کہ یہ استدلال درست نہیں تھا، اور جس جزئیہ سے یہ مسئلہ اخذ کیا گیا تھا، امداد المفتین میں اس جزئیہ کی ایک دوسری تاویل کی گئی ہے، اور اس تاویل کی روشنی میں مذکورہ صورت میں سبع بقرۃ اور شاۃِ واحدہ میں بغرضِ ایصالِ ثواب شرکت کا جواز ثابت نہیں ہوتا۔

چنانچہ امداد المفتین کا سوال اور جواب ذیل میں ذکر کیا جاتا ہے:

سوال (۸۵۰) میت کی طرف سے بلا امر قربانی کی جائے تو میت کو محض ثواب ملتا ہے، اور ملک ذابح کا رہتا ہے، کمافی الخلاصۃ:

سئل نصير عن رجل ضحى عن الميت قال الاجر له والملک لهذا وقال محمد بن سلمة مثل ذلک وقال محمد بن مقاتل مثل ذلک وابو المطيع مثله اھ (خلاصه ص ۳۲۲، ج ۴)

اور قاضیخان میں بھی ایسا ہی مذکور ہے:

ولو ضحى عن ميت من مال نفسه بغير امر الميت جاز وله ان يتناول منه ولا يلزمه ان يتصدق لانها لم تصر ملكا للميت بل الذابح اضحيه سقطت عنه (ص ۳۳۳، ج ۴)

قاضی خان کی عبارت تو بالکل تصریح کر رہی ہے کہ مِلک ذابح کا ہے، بنابریں اگر ایک بکری یا بکرا دو تین آدمی مل کر اپنے استاد یا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بلا امر قربانی کریں تو صحیح نہ ہونا چاہئے، کیونکہ ایک بکری میں دو تین آدمی کی شرکت جائز نہیں، لیکن یہاں اشکال یہ ہوتا ہے کہ عامہ متون وشروح میں مذکور ہے:

واذا اشترى سبعة بقرة ليضحو بها فمات احدهم قبل النحر وقالت الورثة اذبحوها عنه وعنكم اجزأهم .

تقریرِ اشکال یہ ہے احدی الشرکاء مرتا ہے، اس کے ورثہ اس کے حصہ کے مالک ہوگئے، اور میت کچھ وصیت یا امر نہیں کر گیا، ورثہ کی اجازت اس پر دال ہے کہ ملک ہے

اوران کے متعدد ہونے کی صورت میں یہ قربانی صحیح نہ ہونی چاہئے، لیکن تمام متون وشروح میں اس کو جائز لکھتے ہیں، براہِ کرم اس اشکال کا حل فرمادیں۔

ورثہ کی ضرورت کیوں ہے، نیز صاحبِ ہدایہ کی تعلیل:

الاتحاد المقصود وهو القربة وقد وجد هذا الشرط فی الوجه الاول لان التضحية عن الغير عرفت قربته اهـ،

سے معلوم ہوتا ہے کہ ملکِ میت کا اعتبار نہیں کیا گیا ہے:

كما دل عليه قوله ولو مات واحد منهم فذبحها الباقون، بغير اذن الورثة لايجزيهم لانه لم يقع بعضها قربة وفيما تقدم وجد الاذن حق الورثة فكان قربته اهـ(هدايه ۴۳۳، ج ۴)فقط

الجواب: اشکال آپ کا بے شک قابلِ توجہ ہے، اس کے حل کے متعلق کوئی تصریح تو ملی نہیں، لیکن خود غور کرنے سے جو بات سمجھ میں آئی ہے، وہ عرض کر دیتا ہوں، دوسرے علماء سے بھی تحقیق کر لی جائے، قربانی کے جانور کا کوئی حصہ خریدنے کے بعد خریدنے والا مر گیا تو یہ ایک بین بین صورت ہے، نہ تو ملک میت ہے اور نہ ہنوز ملکِ ورثہ اس میں مکمل ہے، بلکہ ایک شئ موقوف کی طرح ہے، کہ اگر ورثہ اجازت دے دیں تو منجانب میت قربانی ہو جائے اور اجازت نہ دیں تو وہ اس کی قیمت شرکاء سے لے کر ترکہ میں شامل کر کے تقسیم کر سکتے ہیں، اس کی ایک نظیر وصیت للوارث یا وصیت بازید من الثلث ہے، کہ ورثہ کی اجازت پر موقوف ہے کہ میت کا تصرف اگر اس میں پوری طرح نافذ ہوتا تو اجازت ورثہ کی ضرورت کیا تھی، اور اگر ورثہ کی ملک تام ہوتی تو پھر الا باذن الورثہ کا استثناء بظاہر مناسب نہیں تھا بلکہ یہ ہوتا کہ ورثہ اس کے مالک ہیں، وہ چاہیں کریں، اگر دیں تو وہ ہبہ مبتدیہ ہوگا نہ دیں تو ان کو اختیار ہے، الغرض حدیث میں اس کو بعنوان استثناء تعبیر کرنے سے ظاہر یہ ہے کہ ورثہ کی اجازت اس جگہ بالکل ہبہ مستقلہ نہیں۔

خلاصہ یہ کہ حصہ اضحیہ اگر چہ اجازت ورثہ پر موقوف ہے وہ اجازت نہ دیں تو ترکہ میں شامل ہوجائے گا، لیکن جب وہ اجازت دے دیں، تو یہ تصرف میت ہی کا نافذ ہوگا، اور یہ عمل اسی کی طرف منسوب ہوگا، [1] مثل وصیت زائد عن الثلث کے کہ بعد اجازت ورثہ کے میت کا ہی تصرف ہو کر وصیت ہی کی حیثیت سے نافذ ہوتی ہے، ورثہ کا صدقہ یا ہبہ نہیں کہلاتی، اور اس صورت میں سبع بقرۃ کا تجزیہ نہ ہوا، واللہ اعلم ۲/ جمادی الثانی ۶۷ھ (امداد المفتین ص ۹۵۸ تا ۹۶۰، کتاب الاضحیۃ والعقیقۃ والختان)

ورثاء کی اجازت سے وصیت للوارث یا ازید من الثلث کی حیثیت

حضرت مولا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ نے جو وصیت للوارث اور وصیت بازید من الثلث کے بارے میں وارثوں کی طرف سے ہبہ مستقلہ نہ ہونے کی بات فرمائی ہے، وہ درست ہے، اور فقہائے کرام نے اس کی تصریح فرمائی ہے۔

چنانچہ ردالمحتار میں ہے:

لَعَلَّهُ لِكَوْنِهِ لَيْسَ هِبَةً مِنْ كُلِّ وَجْهٍ كَمَا أَفَادَهُ مَا نَقَلْنَاهُ آنِفًا ، لِأَنَّ عَقْدَ الْوَصِيَّةِ صَحِيحٌ مَوْقُوفٌ عَلَى الْإِجَازَةِ ؛ إذْ لَوْ كَانَ بَاطِلًا لَمْ يَنْفُذْ بِهَا وَيَدُلُّ عَلَيْهِ مَا فِي الْوَلْوَالِجِيَّةِ أَوْصَى لَهُ بِعَبْدِ فُلَانٍ ثُمَّ مَلَكَهُ تَبْقَى الْوَصِيَّةُ اهـ لَكِنْ ذَكَرَ الزَّيْلَعِيُّ أَنَّهَا لَا تَبْقَى تَأَمَّلْ (قَوْلُهُ :بَلْ يُجْبَرُوا) صَوَابُهُ يُجْبَرُونَ (قَوْلُهُ :لِمَا تَقَرَّرَ إلَخْ) بَيَانٌ لِلْفَرْقِ .وَحَاصِلُهُ :أَنَّ الْوَصِيَّةَ هُنَا فِي مَخْرَجِهَا صَحِيحَةٌ لِمُصَادَفَتِهَا مِلْكَ نَفْسِهِ ، وَالتَّوَقُّفُ كَانَ لِحَقِّ الْوَرَثَةِ فَإِذَا أَجَازُوا سَقَطَ حَقُّهُمْ فَنَفَذَ مِنْ جِهَةِ الْمُوصِي (ردالمحتار، کتاب الوصايا، باب الوصية بثلث المال)

---

[1] اور اس جزئیہ میں ورثہ کی طرف سے "اذبحوا عنه" کے جملہ میں "عنه" کا لفظ بھی اس معنیٰ کی تائید کرتا ہے، کہ یہ تصرف میت کی طرف سے واقع ہو رہا ہے، یہی وجہ ہے کہ اگر ایک سے زیادہ ورثاء اس حصہ میں اپنی اپنی قربانی کی نیت کرلیں تو پھر جائز نہیں ہوگا، للتجزی ، کما سیجیئ۔ محمد رضوان

اور بدائع میں ہے:

الْوَصِيَّةَ لِلْوَارِثِ لَيْسَتْ وَصِيَّةٌ بَاطِلَةٌ بِدَلِيلِ أَنَّهُ لَوْ اتَّصَلَتْ بِهَا الْإِجَازَةُ جَازَتْ (بدائع الصنائع، کتاب الوصایا، فصل فی شرائط رکن الوصیة)

ایک اور مقام پر ہے:

الْوَصِيَّةِ بِمَا زَادَ عَلَى الثُّلُثِ إذَا أَجَازَهَا الْوَرَثَةُ إنَّهَا تَجُوزُ .وَلَا يُشْتَرَطُ فِيهَا التَّسْلِيمُ إلَى الْمُوصَى لَهُ ؛ لِأَنَّ التَّصَرُّفَ هُنَاكَ وَقَعَ وَصِيَّةً لِمُصَادِفَتِهِ مِلْكَ نَفْسِهِ فَلَا يُفْتَقَرُ إلَى التَّسْلِيمِ ، وَإِنَّمَا يُفْتَقَرُ إلَى الْإِجَازَةِ، فَإِذَا وُجِدَتْ الْإِجَازَةُ جَازَتْ الْوَصِيَّةُ ، وَنُفِّذَتْ (بدائع الصنائع، کتاب الوصایا، فصل فی شرائط رکن الوصیة ،درذیل وجوده عند موت الموصی)

اوراحکام القرآن جصاص میں ہے:

وَقَوْلُهُ فِي حَدِيثِ عَمْرِو بْنِ خَارِجَةَ : (إلَّا أَنْ تُجِيزَهَا الْوَرَثَةُ) يَدُلُّ عَلَى أَنَّهَا إذَا أَجَازَتْهَا فَهِيَ جَائِزَةٌ ، وَتَكُونُ وَصِيَّةً مِنْ قِبَلِ الْمُوصِي لَا تَكُونُ هِبَةً مِنْ قِبَلِ الْوَارِثِ (احكام القرآن للجصاص ،باب الوصية للوارث إذا أجازتها الورثة،سورة البقرة)

ایک اور مقام پر احکام القرآن جصاص میں ہی ہے:

وَدَلَّ عَلَى أَنَّ الْوَرَثَةَ مَتَى أَجَازَتْ الْوَصِيَّةَ لَمْ يَكُنْ ذَلِكَ هِبَةً مُسْتَأْنَفَةً مِنْ جِهَتِهِمْ فَتُحْمَلُ عَلَى أَحْكَامِ الْهِبَاتِ فِي شَرْطِ الْقَبْضِ وَالتَّسْلِيمِ وَنَفْيِ الشُّيُوعِ فِيمَا يُقَسَّمُ ، وَالرُّجُوعِ فِيهَا ، بَلْ تَكُونُ مَحْمُولَةً عَلَى أَحْكَامِ الْوَصَايَا الْجَائِزَةِ دُونَ الْهِبَاتِ مِنْ قِبَلِ مُجِيزِيهَا مِنْ الْوَرَثَةِ .وَدَلَّ أَيْضًا عَلَى جَوَازِ الْعُقُودِ الْمَوْقُوفَةِ الَّتِي لَهَا مُجِيزٌ لِأَنَّ الْمَيِّتَ عَقَدَ الْوَصِيَّةَ عَلَى مَالٍ هُوَ لِلْوَارِثِ فِي حَالِ وُقُوعِ الْوَصِيَّةِ .وَجَعَلَهَا النَّبِيُّ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَوْقُوفَةً عَلَى إجَازَةِ الْوَارِثِ ، فَصَارَ ذَلِكَ أَصْلًا فِيمَنْ عَقَدَ عَقْدَ بَيْعٍ أَوْ عِتْقٍ أَوْ هِبَةٍ أَوْ رَهْنٍ أَوْ إجَارَةٍ عَلَى مَالِ الْغَيْرِ أَنَّهُ يَقِفُ عَلَى

إجَـازَةِ مَـالِـكِهِ ؛ إذْ كَانَ عَقْدًا لَهُ مَالِكٌ يَمْلِكُ ابْتِدَاءَهُ وَإِيقَاعَهُ ، وَقَدْ دَلَّ أَيْـضًا عَلَى أَنَّهُ ؛ إذْ أَوْصَى بِأَكْثَرَ مِنْ الثُّلُثِ كَانَتْ مَوْقُوفَةً عَلَى إجَازَةِ الْوَرَثَةِ ، كَـمَـا وَقَـفَهَـا الـنَّبِيُّ عَلَى إجَازَتِهِمْ إذَا أَوْصَى بِهَا لِوَارِثٍ فَهَذِهِ الْـمَـعَـانِـي كُلُّهَا فِي ضِمْن قَوْلِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ :(لَا وَصِيَّةَ لِوَارِثٍ إلَّا أَنْ يُـجِيزَهَا الْوَرَثَةُ) (احـكـام الـقـرآن لـلـجـصـاص ،باب الوصية للوارث إذا أجازتها الورثة،سورة البقرة)

ان عبارات سے واضح ہوا کہ وصیت للوارث اور وصیت بازید من الثلث کی صورت میں ورثہ کی اجازت سے وہ ہبۂ مستانفہ ومستقلہ نہیں ہوتا، کیونکہ وہ وصیت موقوف ہوتی ہے، اور ورثہ کی اجازت سے صرف اس کا نفاذ ہوتا ہے، اور اسی وجہ سے اس میں ہبہ کی دیگر شرائط کا پایا جانا بھی ضروری نہیں ہوتا۔

اور مبحوث فیہ ''اذا مات احد السبعۃ'' کے مسئلہ میں بھی ورثہ کی طرف سے اجازت کے الفاظ کی تعبیر سے اس کی تائید ہوتی ہے، کیونکہ ورثہ کی طرف سے ''اذبحوا عنه '' کے الفاظ ہیں؛ جو اضحیہ کے میت کی طرف سے واقع ہونے کی طرف مشیر ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ اگر ورثاء اس سُبُعِ بقرۃ (بقرہ کے ساتویں حصہ) میں اپنی قربانی کی نیت کریں تو پھر یہ صورت جائز نہ ہوگی، کیونکہ اس صورت میں یہ عمل میت کی طرف سے واقع نہ ہوگا، بلکہ ان ورثاء کی طرف سے واقع ہوگا، اور ان کی اپنی ملکیت میں تصرف کہلائے گا، اور اس صورت میں سبعِ بقرۃ کی ذابحین کی طرف سے تجزی لازم آئے گی، جو کہ جائز نہیں ہے۔

جس سے امداد المفتین کے مذکورہ فتوے کی ترجیح بصراحت معلوم ہوئی۔

اور اسی سے مذکورہ جزئیہ میں استحسان کی وجہ بھی معلوم ہوگئی، کہ وہ اذنِ ورثہ کی وجہ سے قربت بنا ہے۔

اور آگے آتا ہے کہ ایصالِ ثواب کی قربانی ملکِ ذابح ہوتی ہے، دوسرے کی اس قربانی پر ملکیت قائم نہیں ہوتی، اور اس قربانی سے دوسرے کو صرف ثواب پہنچتا ہے، اور یہ ظاہر ہے کہ شاۃِ واحدۃ یا سبع

بقرۃ (بقرۃ کے ساتویں حصہ) میں بوجہ تجزی کے اشتراکِ ملکیت درست نہیں۔

چنانچہ جن احادیث میں ایک قربانی کا پورے گھر کی طرف سے یا حضور ﷺ کا پوری امت کی طرف سے ادا کئے جانے کا ذکر ہے۔ [1]

حنفیہ نے ان احادیث کو ملکیت میں شرکت کے بجائے ثواب میں شرکت پر محمول کیا ہے۔

جیسا کہ مندرجہ ذیل عبارات سے ظاہر ہے۔

(عَنْ مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ)اِسْتَدَلَّ بِهِ مَنْ يَقُولُهُ الشَّاة الْوَاحِدَة تَكْفِي لِأَهْلِ الْبَيْت فِي أَدَاء السُّنَّة وَمَنْ لَا يَقُول بِهِ يَحْمِل الْحَدِيث عَلَى الِاشْتِرَاك فِي الثَّوَاب كَيْف وَقَدْ ضَحَّى عَنْ تَمَام الْأُمَّة بِالشَّاةِ الْوَاحِدَة وَهِيَ لَا تَكْفِي عَنْ أَهْل الْبُيُوت الْمُتَعَدِّدَة بِالِاتِّفَاقِ وَفِي الزَّوَائِد فِي إِسْنَاده عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ مُخْتَلَف فِيهِ (حاشية السندى على ابن ماجه ،كتاب الاضاحى، باب اضاحى رسول الله ﷺ)

وفی بدائع الصنائع:

وَأَمَّا قَدْرُهُ فَلَا يَجُوزُ الشَّاةُ وَالْمَعْزُ إلَّا عَنْ وَاحِدٍ وَإِنْ كَانَتْ عَظِيمَةً سَمِينَةً تُسَاوِي شَاتَيْنِ مِمَّا يَجُوزُ أَنْ يُضَحَّى بِهِمَا ؛ لِأَنَّ الْقِيَاسَ فِي الْإِبِلِ وَالْبَقَرِ أَنْ لَا يَجُوزَ فِيهِمَا الِاشْتِرَاكُ ؛ لِأَنَّ الْقُرْبَةَ فِي هَذَا الْبَابِ إرَاقَةُ الدَّمِ وَأَنَّهَا لَا تَحْتَمِلُ التَّجْزِئَةَ ؛ لِأَنَّهَا ذَبْحٌ وَاحِدٌ وَإِنَّمَا عَرَفْنَا

---

[1] مثلاً مندرجہ ذیل حدیث:

عُمَارَةُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَال سَمِعْتُ عَطَاءَ بْنَ يَسَارٍ يَقُولُ سَأَلْتُ أَبَا أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيَّ كَيْفَ كَانَتْ الضَّحَايَا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ كَانَ الرَّجُلُ يُضَحِّي بِالشَّاةِ عَنْهُ وَعَنْ أَهْلِ بَيْتِهِ فَيَأْكُلُونَ وَيُطْعِمُونَ حَتَّى تَبَاهَى النَّاسُ فَصَارَتْ كَمَا تَرَى هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَعُمَارَةُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ هُوَ مَدَنِيٌّ وَقَدْ رَوَى عَنْهُ مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ وَهُوَ قَوْلُ أَحْمَدَ وَإِسْحَقَ وَاحْتَجَّا بِحَدِيثِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ ضَحَّى بِكَبْشٍ فَقَالَ هَذَا عَمَّنْ لَمْ يُضَحِّ مِنْ أُمَّتِي وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ لَا تُجْزِي الشَّاةُ إِلَّا عَنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَهُوَ قَوْلُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُبَارَكِ وَغَيْرِهِ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ (ترمذى، بَاب مَا جَاءَ أَنَّ الشَّاةَ الْوَاحِدَةَ تُجْزِي عَنْ أَهْلِ الْبَيْتِ)

جَوَازَ ذَلِكَ بِالْخَبَرِ فَبَقِيَ الْأَمْرُ فِي الْغَنَمِ عَلَى أَصْلِ الْقِيَاسِ .فَإِنْ قِيلَ : أَلَيْسَ أَنَّهُ رُوِيَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَحَّى بِكَبْشَيْنِ أَمْلَحَيْنِ أَحَدُهُمَا عَنْ نَفْسِهِ وَالْآخَرُ عَمَّنْ لَا يَذْبَحُ مِنْ أُمَّتِهِ فَكَيْفَ ضَحَّى بِشَاةٍ وَاحِدَةٍ عَنْ أُمَّتِهِ ؟ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ .(فَالْجَوَابُ) أَنَّهُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ إِنَّمَا فَعَلَ ذَلِكَ لِأَجْلِ الثَّوَابِ ؛ وَهُوَ أَنَّهُ جَعَلَ ثَوَابَ تَضْحِيَتِهِ بِشَاةٍ وَاحِدَةٍ لِأُمَّتِهِ لَا لِلْإِجْزَاءِ وَسُقُوطِ التَّعَبُّدِ عَنْهُمْ وَلَا يَجُوزُ بَعِيرٌ وَاحِدٌ وَلَا بَقَرَةٌ وَاحِدَةٌ عَنْ أَكْثَرَ مِنْ سَبْعَةٍ وَيَجُوزُ ذَلِكَ عَنْ سَبْعَةٍ أَوْ أَقَلَّ مِنْ ذَلِكَ ، وَهَذَا قَوْلُ عَامَّةِ الْعُلَمَاءِ .وَقَالَ مَالِكٌ رَحِمَهُ اللَّهُ : يُجْزِي ذَلِكَ عَنْ أَهْلِ بَيْتٍ وَاحِدٍ -وَإِنْ زَادُوا عَلَى سَبْعَةٍ -وَلَا يُجْزِي عَنْ أَهْلِ بَيْتَيْنِ -وَإِنْ كَانُوا أَقَلَّ مِنْ سَبْعَةٍ -وَالصَّحِيحُ قَوْلُ الْعَامَّةِ ؛ لِمَا رُوِيَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (الْبَدَنَةُ تُجْزِي عَنْ سَبْعَةٍ وَالْبَقَرَةُ تُجْزِي عَنْ سَبْعَةٍ) وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ :(نَحَرْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَدَنَةَ عَنْ سَبْعَةٍ وَالْبَقَرَةَ عَنْ سَبْعَةٍ مِنْ غَيْرِ فَصْلٍ بَيْنَ أَهْلِ بَيْتٍ وَبَيْتَيْنِ) وَلِأَنَّ الْقِيَاسَ يَأْبَى جَوَازَهَا عَنْ أَكْثَرَ مِنْ وَاحِدٍ لِمَا ذَكَرْنَا أَنَّ الْقُرْبَةَ فِي الذَّبْحِ وَأَنَّهُ فِعْلٌ وَاحِدٌ لَا يَتَجَزَّأُ ؛ لَكِنَّا تَرَكْنَا الْقِيَاسَ بِالْخَبَرِ الْمُقْتَضِي لِلْجَوَازِ عَنْ سَبْعَةٍ (بدائع الصنائع ، كتاب التضحية، فصل وأما محل إقامة الواجب)

اور جب بڑے جانور میں بھی قیاس کا تقاضا عدمِ تجزی کا تھا؛ مگر حدیث کی وجہ سے اس سے عدول کیا گیا، توسبع بقرۃ (بقرہ کے ساتویں حصہ) کی تجزی تو حدیث سے بھی ثابت نہیں، لہٰذا جب مباشر مضحی کا نائبِ محض (یعنی وکیل ہوگا اور وکیل کا فعل مؤکل کا فعل ہوتا ہے) تو جس طرح اصیل وموکل کوایک شاۃ یاسبع بقرۃ کا ایک سے زیادہ کی طرف سے کرنا جائز نہیں ہوتا، اسی طرح نائب کو بھی جائز نہیں۔

البتہ اگر مضحی ہی مباشر بھی ہو، تو ملکیتِ خود میں دوسرے کو صرف ثواب میں شریک کرے گا، اور وہ شرکت جائز ہوگی، لیکن اس سے ملکیت کے اشتراک کا جواز بہرحال ثابت نہیں ہوتا۔

تضحیۃ عن الغیر کی دو صورتیں

چنانچہ علامہ ظفر احمد عثمانی رحمہ اللہ نے اس پر مفصل و مدلل کلام فرمایا ہے۔

فرماتے ہیں کہ:

قلت: التضحية عن الغير تحتمل وجهين:

أحدهما: أن يكون المضحى هو الغير ويكون المباشر نائبا عنه، ومثل هذه التضحية لايجوز بشاة واحدة عن أكثر من واحد عند أبى حنيفة وأصحابه لما دل الدليل على أن الشاة الواحد لاتجزئ إلا عن واحد.

والثانى: أن يكون المضحى هو المباشر ويشرك غيره فى الثواب أو يهديه له، ومثل هذه التضحية لايمنعه أبو حنيفة وأصحابه، لا لواحد، ولا لأكثر، ومحمل الأحاديث هو الوجه الثانى لا الأول، إذ لو كان محملها المعنى الأول لجاز الشاة الواحدة عن جميع المسلمين، كما يدل عليه حديث أبى رافع أنه ﷺ ضحى عن جميع أمته، وحديث جابر أنه ﷺ ضحى عمن لم يضح من أمته، ولايقول به أحد حتى أحمد وإسحاق حيث خصوا الإجزاء بأهل البيت فقط. وحتى الشوكانى نفسه حيث قال: والحق أنها تجزئ عن أهل البيت، وإن كانوا مائة نفس، أو أكثر كما قضت به السنة اهـ.

فالأحاديث المذكورة حجة عليهم لا لهم وهى معاضدة لمذهب أبى حنيفة لا معارضة له. كما ظنه الشوكانى. وأيضاً لو جاز الشاة الواحدة عن أكثر من واحد لجاز البقرة والبعير عن أكثر من سبعة أو عشرة على

اختلاف القولين في البعير، لان كلا منهما مشتمل على سبع شياه أو عشر شياه، فلما جاز الشاة الواحدة عن أكثر من واحد فلا بد أن تجوز البقرة عن أكثر من سبعة، والبعير عن أكثر من سبعة أو عشرة كما لايخفى، وحينئذ يبطل تحديد الشارع بالسبعة، أو العشرة فيهما لامحالة.

فالحق هو ماذهب إليه أبو حنيفة وأصحابه أنه لاتجوز الشاة الواحدة إلا عن واحد، وهو القياس، لأن الشاة أدنى ماتجوز به الأضحية، فلو اشترك فيه الاثنان أو الأكثر كان المضحى به عن كل واحد النصف أو الثلث أو الربع أو أقل من ذالك، فلايكون الشاة أدنى ماتجوز به الأضحية، ولم يكن لتخصيص أهل البيت معنى، إذ لما جاز التضحية بأقل من الشاة فأهل البيت الواحد والبيوت الكثيرة سواء (اعلاء السنن، جلد ۱۷، صفحه ۲۰۹، ۲۱۰، باب التضحية بالشاة وتشريك الغير في الثواب أو إيثاره له به)

اس سے معلوم ہوا کہ غیر کی طرف سے قربانی کرنے کی دوصورتیں ہیں:

ایک یہ کہ مضحی غیر ہو (خواہ وہ غیر حی ہو یا میت) اور مباشر اس کا نائب ہو، اس صورت میں شاۃِ واحدۃ (یا سبعِ بقرۃ) کا ایک سے زیادہ کی طرف سے کرنا حنفیہ کے نزدیک جائز نہیں۔

اور اس صورت میں غیر کی اجازت کا ہونا بھی ضروری ہوگا (خواہ صراحتاً اجازت ہو یا دلالۃً، جیسا کہ آگے آتا ہے)

اور دوسری صورت یہ ہے کہ مضحی ہی مباشر ہو، اور وہ غیر کو ثواب میں شریک کرے، یا غیر کو ثواب ہبہ کرے (خواہ وہ غیر حی ہو یا میت) اس صورت میں غیر کا تعدُّد مضر نہیں۔

اور حضور ﷺ نے پوری امت کو جو اضحیۂ واحدۃ میں شریک فرمایا، یا صحابۂ کرام نے شاۃِ واحدۃ کو پورے گھر کی طرف سے کافی فرمایا، تو وہ ہمارے فقہاء کے نزدیک اسی صورتِ ثانیہ پر محمول ہے۔

اور اس صورت میں غیر کی اجازت کی بھی ضرورت نہیں ہوگی (جیسا کہ آگے آتا ہے)

البتہ اس دوسری صورت میں مضحی ومباشر کا ایک قربانی میں تعدد جائز نہیں، چنانچہ تکملۃ فتح الملہم میں ہے:

قوله: تقبل من محمد وآل محمد استدل به النووی رحمه الله على جواز التضحية الرجل عنه وعن أهل بيته واشتراكهم معه فی الثواب. قال: (وهو مذهبنا ومذهب الجمهور، وكرهه الثورى وأبوحنيفة وأصحابه)

قال العبد الضعيف عفاالله عنه: الاشتراک على معنيين: الأول ان تقع الأضحية عن واحد ثم يهب المضحی ثوابها الیٰ غيره. والثانی: أن يكون الاشتراک فی ملک الشاة وتقع الأضحية عن أكثر من واحد. فإن كان النووی رحمه الله أراد المعنى الأول. فما نقله من خلاف أبی حنيفة فی ذلک غير صحيح، لانه رحمه الله لايكره لرجل أن يهب ثواب اضحيته إلى الآخرين بالغا عددهم مابلغ، وعليه يحمل حديث الباب، وإن أراد المعنى الثانی، فإنه لا يقول به الشافعية أيضاً.

وتفصيل المسألة ان الشاة الواحدة لاتجزئ إلا عن واحد عند أبی حنيفة والشافعی، نعم يجوز له أن يشرک من شاء فی أجر التضحية[1] بطريق هبة الثواب، ولكن الذی يشاركه فی الاجر بهذا الطريق لاتبرأ ذمته عن أضحيته ان كانت واجبة عليه (تكملة فتح الملهم، المجلد الثالث، كتاب الأضاحی، مسألة اشتراک أهل البيت فی شاة واحدة، صفحه ۵۶۴)

اس عبارت میں شاۃِ واحدۃ (یا سبعِ بقرۃ) کی ملکیت میں اس طرح کے اشتراک کو کہ جس میں قربانی ایک سے زیادہ کی طرف سے واقع ہو، ناجائز ہونا قرار دیا گیا ہے۔

اور اس کی وجہ حنفیہ کے نزدیک مشہور ہے کہ شاۃِ واحدۃ (یا سبعِ بقرۃ) میں تعدد جائز نہیں، اور ایصالِ ثواب کی قربانی کا مضحی ومباشر کی طرف سے واقع ہونا پہلے ذکر کیا جاچکا ہے، لہٰذا ایصالِ ثواب کرنے والے کا بھی ایک قربانی میں تعدد جائز نہ ہوگا۔

پس قواعد کی رُو سے راجح یہی معلوم ہوتا ہے کہ کسی دوسرے (زندہ ومردہ) کو ایصالِ ثواب کئے

---

(۱) فان كانت الاضحية نافلة جاز الاشتراک فی الاجر بهذا الطريق بلاخلاف، اما اذا كانت واجبة فعلى الخلاف المعروف في جواز هبة ثواب الفرائض، وللحنفية فيه قولان.

جانے والی قربانی میں بھی مضحی ومباشر (یعنی ایصالِ ثواب کنندہ) کا تعدد جائز نہیں، اور احتیاط بھی اسی میں ہے۔

اس لئے فتاویٰ رحیمیہ اور اس میں مذکورہ جزئیہ کی بنیاد پر پہلے جو ایک قربانی میں تعدد و تجزی کا جواز بیان کیا گیا تھا، اس سے رجوع کیا جاتا ہے۔

اور جب سبع بقرہ میں ایصالِ ثواب کی غرض سے مضحیین کی تجزی کا عدمِ جواز معلوم ہوگیا، تو اس سے شاۃِ واحدہ میں عدمِ جواز بدرجۂ اولیٰ معلوم ہوگیا، چنانچہ امداد المفتین میں ایک سوال اس طرح مذکور ہے:

> زید عمر وخالد تینوں بھائیوں نے چار چار روپیہ کر کے دیا، اور مجموعہ بارہ روپیہ سے ایک بکری خریدی اور اس مشترکہ بکری کو اپنے والد مرحوم کی جانب سے قربانی کی تو یہ قربانی شرعاً صحیح ہوئی یا نہیں؟

اور اس کا جواب مندرجہ ذیل ہے:

> اس صورت میں قربانی صحیح نہیں ہوتی، صحت کی صورت یہ تھی کہ دو بھائی اپنا اپنا حصہ تیسرے بھائی کو ہبہ کر کے اس کی مِلک بنادیتے، اور وہ تیسرا صرف اپنی طرف سے قربانی کر کے ایصالِ ثواب کرتا (امداد المفتین ص ۹۵۷، ۹۵۸، بعنوان: چند آدمی مل کر مشترک رقم سے میت کی طرف سے قربانی نہیں کر سکتے)

”وان مات احد السبعۃ“ جزئیہ کی بنیاد پر، متعدد افراد کے سبعِ بقرۃ میں یا شاۃِ واحدہ میں شرکت کے جواز کے درست نہ ہونے کی تفصیل تو پیچھے ذکر کی جا چکی ہے، جیسا کہ یہ استدلال مخدوش ومرجوح ہے۔

”وَتَجُوزُ عَنْ سِتَّةٍ أَوْ خَمْسَةٍ أَوْ ثَلَاثَةٍ“ کی بحث

البتہ اگر سات سے کم افراد ایک بقرہ میں شریک ہوں، اور کسی ایک شریک کا حصہ بھی ساتویں حصہ سے کم نہ ہو، اور پھر یہی تمام یا بعض شرکاء باقی ماندہ ساتویں حصہ میں شریک ہو کر اس سے ایصالِ ثواب کی نیت کریں، تو فتاویٰ محمودیہ میں اس صورت کو اس جزئیہ پر قیاس کر کے جواز بیان کیا گیا ہے، اور اس کے جواز کو اس جزئیہ پر قیاس کیا گیا ہے، جس میں فقہائے کرام نے سات سے کم افراد کی شرکت کی صورت میں سبعِ بقرۃ کی تجزی کو جائز قرار دیا ہے، اور ہماری طرف سے پہلے اس

فتویٰ کو بھی جواز کی بنیاد بنایا گیا تھا۔

چنانچہ ایک سوال وجواب فتاویٰ محمودیہ میں اس طرح ہے:

سوال (۸۴۶۸): اگر چند شخص مل کر ساتواں حصہ رسول اکرم ﷺ کا کریں تو کرنا درست ہے یا نہیں، یا ایک ہی شخص اس حصہ کی قیمت ادا کرے تب درست ہے؟

الجواب حامداً مصلیاً: ایک شخص قیمت ادا کردے، تب بھی درست ہے، سب شرکاء مل کر کریں تب بھی درست ہے، فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ حررہ العبد محمود غفرلہٗ، دارالعلوم دیوبند، ۱۸/۹/۸۸ھ۔ الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دارلعلوم دیوبند، ۱۸/۹/۸۸ھ

(فتاویٰ محمودیہ مبوب، جلد ۱۷، ص ۴۰۴، ۴۰۵، مطبوعۃ: دارالافتاء، جامعہ فاروقیہ، کراچی)

نیز ایک اور سوال کے تفصیلی جواب کے ضمن میں فتاویٰ محمودیہ میں ہی ہے:

جس بڑے جانور میں چھ آدمی شریک ہوں، وہاں کسی کا حصہ ساتویں حصہ سے کم نہیں سب کا زائد ہے، پھر ساتویں حصہ کو سب نے مل کر حضرت نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے ایصالِ ثواب کے طور پر کردیا تب بھی کسی کا ساتویں حصہ سے کم نہیں ہوا، بلکہ چھ آدمیوں کا ایک ایک حصہ پورا پورا ہوا، ایک حصہ میں سب شریک رہے، اوراس ایک حصہ سے واجب ادا کرنا مقصود نہیں، بلکہ ثواب پہنچانا مقصود ہے تو شرعاً اس میں کچھ حرج نہیں۔ فقط واللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۰/۱۱/۸۸ھ (فتاویٰ محمودیہ مبوب، جلد ۱۷، ص ۴۰۸، مطبوعۃ: دارالافتاء، جامعہ فاروقیہ، کراچی)

مذکورہ فتوے میں جس جزئیہ کی طرف اشارہ ہے، وہ جزئیہ مندرجہ ذیل ہے:

والتقدير بالسبع يمنع الزيادة، ولا يمنع النقصان (المحيط البرهانی، الفصل الثامن فيما يتعلق بالشركة فی الضحايا)

والتقدير بالسبع يمنع الزيادة ولايمنع النقصان كذا فی الخلاصة (هنديه كتاب الاضحية الباب الثامن ج ۵ ص ۳۰۴)

وفی اضاحی الزعفرانی ولو کانت البدنة او البقرة بین اثنین فضحیا بها اختلف المشایخ فیه والمختار انه یجوز ونصف السبع تبع فلا یصیر لحما قال الصدر الشهید رحمه الله تعالیٰ وهذا اختیار الامام الوالد وهو اختیار الفقیه أبی اللیث رحمه الله تعالیٰ کذا فی الخلاصة وان دفع أحدهم ثلاثة دنانیر ونصفا والاخر دینارین ونصفا والاخر دینارا اجازت عنهم لان اقل النصیب هو السبع وکذلک لو اشترک خمسة دفع احدهم دینارین والثانی دینارین ونصفا والثالث ثلاثة دنانیر والرابع کذلک والخامس ثلاثة دنانیر ونصفا جازت عنهم لان اقل النصیب هو السبع کذا فی محیط السرخسی (هندیه ج ۵ ص ۳۰۵)

قال برهان الدین الحلبی فی تکملة لسان الحکام :

ولو کانت البدنة أو البقرة بین اثنین فضحیا بها اختلف المشایخ فیه والمختار أنه یجوز ونصف السبع تبع فلا یصیر لحما قال الصدر الشهید وهذا اختیار الامام الوالد وهو اختیار الفقیه أبی اللیث (لسان الحکام ،الفصل الثانی والعشرون من الفصول الثلاثین فی الصید والذبائح والأضحیة، الفصل الثانی فی التسمیة) ؎

؎ اور دیگر کتبِ فقہ میں بھی اس جزئیہ کی تفصیل مذکور ہے۔

وَتَجُوزُ عَنْ سِتَّةٍ أَوْ خَمْسَةٍ أَوْ ثَلَاثَةٍ ذَكَرَهُ مُحَمَّدٌ فِي الْأَصْلِ ؛ لِأَنَّهُ لَمَّا جَازَ عَنْ السَّبْعَةِ فَعَمَّنْ دُونَهُ أَوْلَى ، وَلَا تَجُوزُ عَنْ ثَمَانِيَةٍ لِعَدَمِ النَّقْلِ فِيهِ فَيَبْقَى عَلَى الْأَصْلِ ، وَكَذَا إذَا كَانَ نَصِيبُ أَحَدِهِمْ أَقَلَّ مِنْ السُّبْعِ ، وَلَا يَجُوزُ عَنْ الْكُلِّ ؛ لِأَنَّ بَعْضَهُ إذَا خَرَجَ مِنْ أَنْ يَكُونَ قُرْبَةً يَخْرُجُ كُلُّهُ مِنْ أَنْ يَكُونَ قُرْبَةً (تبیین الحقائق، ج۶ ص۳، کتاب الاضحیة، من تجب علیه الاضحیة)

وَتَجُوزُ عَنْ سِتَّةٍ ، أَوْ خَمْسَةٍ ، أَوْ أَرْبَعَةٍ ، أَوْ ثَلَاثَةٍ ذَكَرَهُ فِي الْأَصْلِ لِأَنَّهُ لَمَّا جَازَ عَنْ سَبْعَةٍ فَمَا دُونَهَا أَوْلَى ، وَلَا يَجُوزُ عَنْ ثَمَانِيَةٍ لِعَدَمِ النَّقْلِ فِيهِ وَكَذَا إذَا كَانَ نَصِيبُ أَحَدِهِمْ أَقَلَّ مِنْ سُبْعِ بَدَنَةٍ لَا يَجُوزُ عَنْ الْكُلِّ لِأَنَّهُ بَعْضُهُ إذَا خَرَجَ عَنْ كَوْنِهِ قُرْبَةً خَرَجَ كُلُّهُ وَيَجُوزُ عَنْ اثْنَيْنِ نِصْفًا فِي الْأَصَحِّ (البحر الرائق، کتاب الاضحیة)

إذَا كَانَ نَصِيبُ أَحَدِهِمْ أَقَلَّ مِنْ السَّبْعِ فَإِنَّهُ لَا يَجُوزُ عَنْ الْكُلِّ أَيْضًا لِانْعِدَامِ وَصْفِ الْقُرْبَةِ فِي الْبَعْضِ

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

مگر اب غور کرنے سے معلوم ہوا کہ جس جزئیہ پر قیاس کر کے فتاویٰ محمودیہ میں ایصالِ ثواب کی صورت کو جائز قرار دیا گیا ہے، تو اس کے جواز کی توجیہ میں فقہاء نے سُبعِ بقرۃ کی تجزی کے تابع ہونے کی تصریح فرمائی ہے، جس کے مفہومِ مخالف سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ تجزی قربتِ مستقلہ کے طور پر جائز نہیں ہوگی۔

چنانچہ البحرالرائق میں ہے:

وَلَوْ اشْتَرَكَ اثْنَانِ فِي بَقَرَةٍ ، أَوْ بَعِيرٍ لَا يَجُوزُ فِي الْأُضْحِيَّةِ لِأَنَّهُ يَكُونُ لِوَاحِدٍ مِنْهُمْ ثَلَاثَةُ أَسْهُمٍ وَنِصْفٌ ، وَالنِّصْفُ لَا يَجُوزُ فِي الْأُضْحِيَّةِ

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وَكَذَا يَجُوزُ عَنْ خَمْسَةٍ أَوْ سِتَّةٍ أَوْ ثَلَاثَةٍ وَلَا يَجُوزُ عَنْ ثَمَانِيَةٍ (الجوهرة النيرة، كتاب الاضحية)

فلو أراد أحدهم بنصيبه اللحم أو كان كافرا أو نصيبه أى نصيب أحدهم أقل من سبع لا يجوز عن واحد منهم لما مر أن وصف القربة لا يتجزأ حتى إذا مات رجل وترك امرأة وابنا وبقرة فضحياها يوم العيد لا يجوز فى نصيب المرأة لأنه أقل من السبع وكذا لا يجوز فى نصيب الابن لانعدام وصف القربة فى البعض (مجمع الانهر، كتاب الاضحية)

وَتَجُوزُ عَنْ سِتَّةٍ أَوْ خَمْسَةٍ أَوْ ثَلَاثَةٍ ذَكَرَهُ مُحَمَّدٌ فِي الْأَصْلِ وَإِنَّمَا تَجُوزُ عَنْ سَبْعَةٍ (إنْ لَمْ يَكُنْ لِأَحَدِهِمْ أَقَلُّ مِنْ سُبُعٍ) حَتَّى إذَا مَاتَ رَجُلٌ وَتَرَكَ ابْنًا وَامْرَأَةً وَبَقَرَةً وَضَحَّيَا بِهَا لَمْ تَجُزْ فِي نَصِيبِ الِابْنِ أَيْضًا لِفَوَاتِ وَصْفِ الْقُرْبَةِ فِي الْبَعْضِ وَعَدَمِ تَجَزِّي هَذَا الْفِعْلِ فِي كَوْنِهِ قُرْبَةً كَذَا فِي الْكَافِي (درر الحكام شرح غرر الاحكام ،كتاب الاضحية، شرائط الاضحية)

(قَوْلُهُ :وَتَجُوزُ عَنْ سِتَّةٍ أَوْ خَمْسَةٍ أَوْ ثَلَاثَةٍ) أَقُولُ ، وَكَذَا عَنْ الِاثْنَيْنِ فِي الْأَصَحِّ ؛ لِأَنَّ نِصْفَ السَّبْعِ يَكُونُ تَبَعًا لِثَلَاثَةِ الْأَسْبَاعِ كَمَا فِي الْهِدَايَةِ وَالتَّبْيِينِ وَالْعِنَايَةِ وَهُوَ احْتِرَازٌ عَنْ قَوْلِ بَعْضِ الْمَشَايِخِ إنَّهُ لَا يَجُوزُ (حاشية الشرنبلالية ، كتاب الاضحية)

وَتَجُوزُ عَنْ سِتَّةٍ أَوْ خَمْسَةٍ أَوْ ثَلَاثَةٍ ، ذَكَرَهُ مُحَمَّدٌ رَحِمَهُ اللَّهُ فِي الْأَصْلِ ، لِأَنَّهُ لَمَّا جَازَ عَنْ السَّبْعَةِ فَعَمَّنْ دُونَهُمْ أَوْلَى ، وَلَا تَجُوزُ عَنْ ثَمَانِيَةٍ أَخْذًا بِالْقِيَاسِ فِيمَا لَا نَصَّ فِيهِ وَكَذَا إذَا كَانَ نَصِيبُ أَحَدِهِمْ أَقَلَّ مِنْ السُّبُعِ ، وَلَا تَجُوزُ عَنْ الْكُلِّ لِانْعِدَامِ وَصْفِ الْقُرْبَةِ فِي الْبَعْضِ ، وَسَنُبَيِّنُهُ إنْ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى (هداية، كتاب الاضحية)

قَوْلُهُ (وَكَذَا إذَا كَانَ نَصِيبُ أَحَدِهِمْ أَقَلَّ مِنْ السُّبُعِ لَا يَجُوزُ) كَمَا إذَا مَاتَ وَتَرَكَ امْرَأَةً وَابْنًا وَبَقَرَةً فَضَحَّيَا بِهَا يَوْمَ الْعِيدِ لَمْ يَجُزْ ، لِأَنَّ نَصِيبَ الْمَرْأَةِ أَقَلُّ مِنْ السُّبُعِ فَلَمْ يَجُزْ نَصِيبُهَا وَلَا نَصِيبُ الِابْنِ أَيْضًا .وَقَوْلُهُ (يَجُوزُ فِي الْأَصَحِّ) احْتِرَازٌ عَنْ قَوْلِ بَعْضِ الْمَشَايِخِ رَحِمَهُمُ اللَّهُ إنَّهُ لَا يَجُوزُ لِأَنَّ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا ثَلَاثَةُ أَسْبَاعٍ وَنِصْفُ سُبْعٍ وَنِصْفُ السُّبْعِ لَا يَجُوزُ فِي الْأُضْحِيَّةِ ، وَإِذَا لَمْ يَجُزْ الْبَعْضُ لَمْ يَجُزْ الْبَاقِي .وَجْهُ الْأَصَحِّ مَا ذَكَرَهُ فِي الْكِتَابِ وَبِهِ أَخَذَ الْفَقِيهُ أَبُو اللَّيْثِ وَالصَّدْرُ الشَّهِيدُ رَحِمَهُمَا اللَّهُ (العناية شرح الهداية، كتاب الاضحية)

وَالْأَصَحُّ أَنَّهُ يَجُوزُ لِأَنَّ النِّصْفَ يَصِيرُ قُرْبَةً بِطَرِيقِ التَّبَعِ لِغَيْرِهِ

(البحر الرائق، کتاب الاضحية)

اور جب سُبعِ بقرۃ (بقرۃ کے ساتویں حصہ) میں اپنی واجب قربانی کے علاوہ ایصالِ ثواب کی نیت ہوگی تو یہ ایک مستقل جداگانہ یعنی قربتِ مستقلہ کی نیت سمجھی جائے گی، اور وہ تابع ہونے والی توجیہ پوری طرح متحقق نہ ہوگی، اس لئے اس صورت میں سبعِ بقرۃ میں تعدد جائز نہ ہونا چاہئے، لیکن اس قربتِ مستقلہ کی نیت کو لغو قرار دے کر قربانی کو درست قرار دیا جاسکتا ہے۔

البتہ اگر سات سے کم افراد ایصالِ ثواب ہی کی نیت سے مکمل بقرہ کی قربانی کریں، اور کسی شریک کا حصہ ساتویں حصہ سے کم نہ ہو، تو پھر یہ اشتراک مضر نہ ہوگا، کیونکہ یہاں سبعِ بقرہ کی تجزی میں قربتِ مستقلہ کی نیت نہیں ہے، اور یہ بعینہٖ واجب قربانی والی صورت کی طرح ہے۔

بہرحال بقرہ میں اگر سات سے کم افراد شریک ہوں، اور کسی شریک کا حصہ ساتویں حصہ سے کم نہ ہو، تو ساتویں حصہ میں تمام یا بعض شرکاء کا ایصالِ ثواب کی نیت کرنا قواعد کی رُو سے درست نہیں، اور اس کے خلافِ احتیاط ہونے میں کوئی شک نہیں، جس سے پرہیز کرنا چاہئے، بالخصوص جبکہ ایصالِ ثواب کوئی فرض وواجب عمل نہیں، مزید براں ایصالِ ثواب قربانی کے ساتھ خاص نہیں، لہٰذا اگر کسی کو کامل قربانی کی استطاعت نہ ہو؛ تو وہ اس رقم سے صدقہ وخیرات وغیرہ کرکے بھی ایصالِ ثواب کی سعادت حاصل کرسکتا ہے۔

نیز اپنی واجب قربانی کرنے کے بعد اس کا گوشت صدقہ کرکے بھی ایصالِ ثواب کیا جاسکتا ہے۔ [1]

اور جن فقہاء کے نزدیک واجب عمل کا بھی ایصالِ ثواب جائز ہے، ان کے نزدیک اپنی واجب قربانی کرکے (گوشت صدقہ کئے بغیر) بھی ایصالِ ثواب کیا جاسکتا ہے۔ [2]

---

[1] فی فتاوی أبی اللیث :وسئل أبو نصر عمن ضحی وتصدق بلحمه عن أبویه قال یجوز.لان اللحم ملکه فقط تصدق بملکه عن ابویه فیجوز (المحیط البرهانی ج ۸ص ۴۷۴، کتاب الاضحیة، الفصل السابع فی التضحیة عن الغیر، وفی التضحیة بشاة الغیر عن نفسه)

[2] وظاهر إطلاقهم یقتضی أنه لا فرق بین الفرض والنفل فإذا صلی فریضة وجعل ثوابها لغیره فإنه یصح لکن لا یعود الفرض فی ذمته؛ لأن عدم الثواب لا یستلزم عدم السقوط عن ذمته، ولم أر منقولا (البحر الرائق شرح کنز الدقائق، ج۳، ص ۶۴، کتاب الحج، باب الحج عن الغیر)

تضحیۃ عن الغیر کی صورت میں اذنِ غیر کی شرط

مذکورہ بحث کے ضمن میں ایک مسئلہ یہ بھی ہے کہ غیر کی طرف سے قربانی کرنے کی صورت میں غیر کا اذن ضروری ہے یا نہیں؟

تو پہلے اس سلسلہ میں چند فتاویٰ پیش کیے جاتے ہیں، اس کے بعد ان شاء اللہ تعالیٰ اُن کا نتیجہ ذکر کیا جائے گا۔

امداد الفتاویٰ میں ہے:

''میں نے گزشتہ سال زبانی فتویٰ دیا تھا کہ جس طرح اپنی طرف سے قربانی کرنے میں ایک حصہ دو شخص کی طرف سے جائز نہیں، اسی طرح غیر کی طرف سے تبرعاً نفل قربانی کرنے میں خواہ زندہ کی طرف سے یا میت کی طرف سے، ایک حصہ دو شخص کی طرف سے جائز نہیں، مگر روایات سے اس کے خلاف ثابت ہوا اس لئے میں اس سے رجوع کرکے اب فتویٰ دیتا ہوں کہ جو قربانی دوسرے کی طرف سے تبرعاً کی جاوے چونکہ وہ ملک ذابح کی ہوتی ہے اور صرف اس دوسرے کو ثواب پہنچتا ہے، اس لئے ایک حصہ کئی کی طرف سے بھی ہوسکتا ہے جیسا کہ مسلم میں ہے کہ اپنی طرف سے ایک حصہ قربانی کرکے متعدد کو ثواب پہنچانا جائز ہے۔ بس یہ بھی ویسا ہی ہے۔ والروایات ھٰذہٖ۔

فرع من ضحى عن الميت يصنع كما يصنع في أضحية نفسه من التصدق والأكل والأجر للميت والملك للذابح قال الصدر والمختار أنه إن بأمر الميت لا يأكل منها وإلا يأكل بزازية وسيذكره في النظم (ردالمحتار، ص ۳۱۸، ج۵)

وعن ميت اى لو ضحى عن ميت وارثه بأمره ألزمه بالتصدق بها وعدم الأكل منها وإن تبرع بها عنه له الأكل لأنه يقع على ملك الذابح والثواب للميت ولهذا لو كان على الذابح واحدة سقطت عنه أضحيته كما في الأجناس قال الشرنبلالي لكن في سقوط الأضحية عنه تأمل اه أقول

صرح فی فتح القدر فی الحج عن الغیر بلا أمر أنه یقع عن الفاعل فیسقط به الفرض عنه وللآخر الثواب فراجعه (ردالمحتار، ج۵،ص ۳۲۸)

وفی الدر المختار: (وإن مات أحد السبعة) المشترکین فی البدنة (وقال الورثة اذبحوا عنه وعنکم صح) عن الکل استحسانا لقصد القربة من الکل (صفحه۳۱۸)

وفی رد المحتار: (قَوْلُهُ لِقَصْدِ الْقُرْبَةِ مِنْ الْکُلِّ) هَذَا وَجْهُ الِاسْتِحْسَانِ . قَالَ فِی الْبَدَائِعِ لِأَنَّ الْمَوْتَ لَا یَمْنَعُ التَّقَرُّبَ عَنْ الْمَیِّتِ بِدَلِیلِ أَنَّهُ یَجُوزُ أَنْ یَتَصَدَّقَ عَنْهُ وَیَحُجَّ عَنْهُ ، وَقَدْ صَحَّ (أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ضَحَّى بِکَبْشَیْنِ أَحَدُهُمَا عَنْ نَفْسِهِ وَالْآخَرُ عَمَّنْ لَمْ یَذْبَحْ مِنْ أُمَّتِهِ) وَإِنْ کَانَ مِنْهُمْ مَنْ قَدْ مَاتَ قَبْلَ أَنْ یَذْبَحَ ا هـ (صفحه ۳۱۸)

قلت: وقد دل الحدیث علی جواز التضحیة عن الحی تبرعاً، وعلیٰ جواز الصحة الواحدة عن الکثیرین.

اوراسی وقوع الذبح عن الذابح وحصول الثواب للغیر کی فرع یہ ہے کہ اس تضحیۂ نافلہ عن الحی تبرعاً میں اس حی کے اذن کی ضرورت نہیں۔ میں اس کی ضرورت بھی بتلاتا تھا، اس سے بھی رجوع کرتا ہوں، بخلاف زکاۃ وصدقاۃ واجبہ وتضحیۂ واجبہ کے، کہ اس میں اذن غیر کا شرط ہے۔قرب ۳۶ھ (امدادالفتاویٰ ج۳ص۵۷۳و۵۷۴)

اس سے معلوم ہوا کہ اگر غیر کو ایصالِ ثواب کرنے کے لیے قربانی کی جائے (خواہ وہ غیر حی ہو یا میت) اس میں نہ تو غیر کی اجازت کی ضرورت ہے، اور نہ ہی ایک حصہ میں غیر کا تعدُّد مضر ہے۔

اور اس کی وجہ یہی ہے کہ اس صورت میں ذبح، ذابح کی ملکیت میں واقع ہوتا ہے، اور غیر کو ثوابِ محض حاصل ہوتا ہے، لہٰذا ثوابِ محض میں متعدد افراد کی شرکت کے لئے کوئی مانع نہیں۔

اور اس فتوے میں حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ نے وقوع الذبح عن الذابح وحصول الثواب للغیر کی صورت میں دو چیزوں سے رجوع فرمایا ہے، ایک اس صورت میں غیر کے تعدد کے ناجائز ہونے سے اور دوسرے اس صورت میں اذنِ غیر کے شرط ہونے سے۔

حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ وعظ تعظیم الشعائر میں (جو ۱۹/ ذی الحجہ ۱۳۳۹ھ کو جامع مسجد تھانہ بھون میں ہوا) فرماتے ہیں:

اکثر لوگ ایسا کرتے ہیں کہ اپنے کسی عزیز کی طرف سے قربانی کرتے ہیں، اور اس کو اطلاع نہیں ہوتی، اس صورت میں قربانی ادا نہیں ہوتی (خطباتِ حکیم الامت، بعنوان: سنتِ ابراہیم، صفحہ ۲۲۵؛ مطبوعہ: تالیفاتِ اشرفیہ، ملتان)

اسی طرح سمجھو کہ اگر ایک حصہ میں کسی نے دو شخص کی نیت کرلی، تو اس کا حصہ تو گیا ہی تھا، اس کے ساتھ سب کا ہی ضائع ہوگیا (ایضاً صفحہ ۲۲۶)

آپ ﷺ نے قربانی سب کی طرف سے نہیں کی تھی، بلکہ اپنی طرف سے کرکے ثواب ساری امت کو بخش دیا، جیسے تم نفل قربانی صرف اپنی طرف سے کرو، اور پھر اس کا ثواب کئی آدمیوں کو بخش دو، یہ جائز ہے (ایضاً صفحہ ۲۲۷)

اس سے معلوم ہوا کہ جو قربانی غیر کی طرف سے (خواہ وہ غیر حی ہو یا میت) اس کا نائب بن کر کی جائے، اس میں دوسرے کی اجازت ضروری ہے، اور اس صورت میں غیر کا تعدد بھی مضر ہے، اور اس کی وجہ پہلے ذکر کی جاچکی ہے کہ اس صورت میں وقوع الذبح عن الغیر ہوتا ہے۔

البتہ اگر غیر کو ایصالِ ثواب کرنے کے لیے قربانی کی جائے (خواہ وہ غیر حی ہو یا میت) تو اس میں غیر کا تعدد مضر نہیں، اور غیر کی اجازت بھی ضروری نہیں، اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اس صورت میں وقوع الذبح عن الذابح والمباشر اور حصول الثواب للغیر ہوتا ہے۔

اور امداد الفتاویٰ میں ہے:

اگر دوسرے کی طرف سے تبرّعاً تطوعاً بلا اذن کے قربانی کی جائے، تو وہ مطلقاً درست ہے، خواہ اس کی طرف سے قربانی کی عادت ہو یا نہ ہو، اور اس کو عادت کی اطلاع ہو یا نہ ہو؛ کیونکہ تبرعاً عن الغیر میں قربانی ذابح کی ملک پر ہوتی ہے، دوسرے کو محض ثواب پہنچتا ہے، قربانی اس کی ملک پر نہیں ہوتی؛ والحی والمیت فی ذالک سواء.

واللہ تعالیٰ اعلم.

کتبہٗ: ظفر احمد عفا عنہ بامر سیدہ حکیم الامت دام مجدہم

۱۸/ جمادی الاولیٰ ۱۳۵۷ھ

(امداد الفتاویٰ، جلد سوم، صفحہ ۶۱۰، کتاب الذبائح والاضحیۃ، درذیل عنوان: اضحیۂ نفل غیر کی جانب سے جائز ہے)

اور امداد الاحکام ہی میں ہے:

صورتِ مسئولہ میں جس شخص نے ایک حصہ بقرہ میں سب امتِ محمدیہ کو شریک کیا ہے، اگر اس کی نیت محض ثواب پہنچانے کی نہ تھی، بلکہ سب کو اس حصہ میں شریک کرنا اور سب کی طرف سے قربانی کرنا تبرعاً مقصود تھا، تو یہ قربانی صحیح نہیں ہوئی، کیونکہ بعض شرکاء کے لیے ساتویں حصہ سے کم ہوا، پس قربانی صحیح نہ ہوئی، نہ اس حصہ میں اور نہ باقی حصوں میں، بلکہ اس کے ذمہ باقی رہا..................۔

حررہ الاحقر ظفر احمد عفا اللہ عنہ

از تھانہ بھون خانقاہ امداد

۹/ محرم ۱۳۴۶ھ

(امداد الاحکام، جلد ۴، صفحہ ۲۵۶، کتاب الصید والذبائح والاضحیۃ والعقیقۃ، درذیل عنوان: قربانی میں ایک حصہ تمام امتِ محمدیہ کی طرف سے کرنے کا حکم اور شرکتِ اضحیہ کے چند احکام)

مذکورہ صورت کا عدمِ جواز اس وجہ سے ہے کہ یہ صورت ایصالِ ثواب کے بجائے دوسرے کی طرف سے نائب بن کر قربانی کرنے کی ہے، اور اس صورت میں مضحی غیر ہیں، جن کی اجازت مفقود ہے۔

ملحوظ رہنا چاہیے کہ مذکورہ دونوں فتوے علامہ ظفر احمد عثمانی صاحب رحمہ اللہ کے تحریر فرمودہ ہیں، اور امداد الفتاویٰ میں درج شدہ فتویٰ تاریخ کے اعتبار سے امداد الاحکام کے فتوے سے مؤخر ہے اور امداد الفتاویٰ کا فتویٰ حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ کے امر سے تحریر کیا گیا ہے۔

امداد الفتاویٰ کے فتوے میں وقوع الذبح عن الذابح وحصول الثواب للغیر کی صورت میں اذنِ غیر کا ضروری نہ ہونا اور امداد الاحکام کے فتوے میں مضحی کا غیر اور مباشر کا اس غیر کا نائب ہونے کی صورت میں اذنِ غیر کا ضروری ہونا بیان کیا گیا ہے۔

البتہ اتنا فرق ہے کہ امداد الفتاویٰ میں دوسرے کی طرف سے تبرعاً، تطوعاً قربانی کو ایصالِ ثواب والی قربانی قرار دیا گیا ہے، اور امداد الاحکام کے فتوے میں دوسرے کو ایصالِ ثواب نہ کرنے بلکہ اس میں دوسروں کو شریک کرنے اور دوسروں کی طرف سے بطور شرکت تبرعاً کرنے کی صورت کو الگ الگ کرکے بیان کیا گیا ہے۔ [1]

خلاصۂ کلام

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ غیر کی طرف سے قربانی کرنے کی دو صورتیں ہیں:

ایک یہ کہ مضحی غیر ہو (خواہ وہ غیر حی ہو یا میت) اور مباشر اس کا نائب ہو، اس صورت میں وقوع الذبح عن الغیر ہوتا ہے، اس لئے اس صورت میں شاۃِ واحدۃ (یا سبعِ بقرۃ) کا ایک سے زیادہ مضحی کی طرف سے کرنا حنفیہ کے نزدیک جائز نہیں، اور اس صورت میں غیر کی اجازت کا ہونا بھی ضروری ہے (خواہ صراحتاً اجازت ہو یا دلالۃً)

دوسری صورت یہ ہے کہ مضحی ہی مباشر ہو، اور وہ غیر کو ثواب میں شریک کرے، یا غیر کو ثواب ہبہ کرے (خواہ وہ غیر حی ہو یا میت) اس صورت میں وقوع الذبح عن الذابح اور حصول الثواب للغیر ہوتا ہے، اس لئے اس صورت میں غیر کی اجازت کی ضرورت نہیں، اور نہ ہی اس صورت میں غیر کا تعدُّد مضر ہے (جیسا کہ حضور ﷺ نے امت کے لئے اور صحابۂ کرام نے پورے گھر کے لئے کیا تھا)

لیکن اس صورت میں ایک قربانی (شاۃِ واحدہ یا سبع بقرہ) میں مضحی ومباشر کا تعدد جائز نہیں، اور اگر بقرہ میں سات سے کم افراد شریک ہوں، اور کسی شریک کا حصہ ساتویں حصہ سے کم نہ ہو، تو باقی ماندہ ساتویں حصہ میں بعض یا تمام شرکاء کے مل کر ایصالِ ثواب کی نیت کرنے کو اگرچہ بعض اردو فتاویٰ میں کو جائز رکھا گیا ہے، لیکن وہ قواعد کی رُو سے خلافِ احتیاط معلوم ہوتا ہے، اس لئے اس سے پرہیز کرنا چاہئے۔

---

[1] اس مقام پر اس مرتبہ کچھ اصلاح وترمیم کی گئی ہے۔ محمد رضوان۔ ۲۸/ رمضان/ ۱۴۳۲ھ 29/ اگست/ 2011ء۔

اس تفصیل کے بعد ہم سمجھتے ہیں کہ ہمارے رسالہ ''ذُوالحجہ وقربانی کے فضائل واحکام'' (طباعتِ چہارم: ذُوالقعدہ ۱۴۲۸ھ نومبر 2007ء) کے صفحہ ۱۲۹ پر مسئلہ نمبر ۹ کو آئندہ اصلاح کر کے مندرجہ ذیل طریقہ پر شائع کیا جائے:

ایصالِ ثواب کے لئے نفلی قربانی رسولِ اکرم ﷺ یا کسی استاذ یا والدین یا کسی بھی فوت شدہ یا زندہ رشتہ دار واجنبی مسلمان کی طرف سے ان کو ثواب پہنچانے کے لئے کرنا درست ہے۔

یہ بھی جائز ہے کہ ایک شخص پورے ایک چھوٹے جانور کا ثواب ایک یا کئی لوگوں کو پہنچائے، اور یہ بھی جائز ہے کہ ایک بڑے جانور کے ساتویں حصے کی قربانی کا ثواب ایک یا کئی لوگوں کو پہنچائے۔

البتہ ایک چھوٹے جانور یا ایک بڑے جانور کے ساتویں حصہ میں ایک سے زیادہ افراد شریک ہو کر ایصالِ ثواب کریں تو یہ جائز نہیں، اور اگر بڑے جانور میں سات سے کم افراد شریک ہوں، اور کسی شریک کا بھی حصہ ساتویں حصہ سے کم نہ ہو، تو باقیماندہ ساتویں حصہ میں سب یا بعض شرکاء کا ایصالِ ثواب کی نیت کرنا خلافِ احتیاط ہے، جس سے پرہیز کرنا چاہئے۔

یا نفسِ مسئلہ کو برقرار رکھتے ہوئے اسی مفہوم کی کوئی اور عبارت تحریر کی جائے۔ [۱]

آخر میں عرض ہے کہ ہمارے دیار میں چونکہ عموماً ایصالِ ثواب کو میت کے ساتھ خاص سمجھا جاتا ہے، اس لئے عموماً احیاء کے لئے قربانی کرنے کی صورت میں ذابح اپنے آپ کو غیر کا نائب تصور کرتا ہے، اور اموات کے لئے قربانی کرنے کی صورت میں ذبح کو اپنی طرف سے واقع کر کے اس کا ایصالِ ثواب اموات کے لئے کرتا ہے۔

اس لئے بعض اوقات اس کے مطابق احیاء کی صورت میں اذنِ غیر کے بغیر قربانی اور غیر کے تعدد کو علی الاطلاق ناجائز اور اموات کی صورت میں اذنِ غیر کے بغیر قربانی اور غیر کے تعدد کو علی الاطلاق جائز قرار دیا جاتا ہے۔

---

[۱] بحمداللہ تعالیٰ ''ذُوالحجہ وقربانی کے فضائل واحکام'' طباعتِ پنجم (شعبان ۱۴۳۲ھ جولائی 2011ء) میں مندرجہ بالا اصلاح شامل کر لی گئی ہے، اور وہاں اس رسالے کا حوالہ درج کر دیا گیا ہے، اور اسی کے ساتھ ''دوسرے کی طرف سے قربانی کے متعلق احکام'' اور ''دوسرے کو قربانی کا ایصالِ ثواب کرنے کے احکام'' کو مستقل طور پر ذکر کر دیا گیا ہے۔
محمد رضوان۔ ۲۸/ رمضان/ ۱۴۳۲ھ 29/ اگست/ 2011ء۔

ورنہ اصل مسئلہ کے اعتبار سے تفصیل وہی ہے، جو ماقبل میں ذکر کی گئی ہے، اس سے بعض فتاویٰ میں مذکور اطلاق کے شبہ کا جواب بھی معلوم ہوگیا۔

فقط واللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اعلم

محمد رضوان

۲۹/ جمادی الاولیٰ/۱۴۳۰ھ 25/مئی/2009ء بروز پیر

اصلاح واضافہ: ۲۶/صفر/۱۴۳۱ھ 11/فروری/2010ء بروز جمعرات

ادارہ غفران، راولپنڈی

رائے گرامی

حضرت مولانا مفتی محمود اشرف عثمانی صاحب زید مجدہم

(نائب مفتی: جامعہ دارالعلوم کراچی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مکرمی ومحترمی زیدت مکارمکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

گرامی نامہ اور رسالہ تضحیۃ عن الغیر موصول ہوا تھا۔

اب شعبان میں مدرسہ کا کام کم ہوا، تو اسے دیکھا، ص۲۰ کے آخر اور اگلے صفحہ ص۲۱ کے شروع (اور موجودہ رسالہ میں ص۲۶، ۲۷و۲۸) میں جو خلاصۂ کلام لکھا گیا ہے، وہ درست ہے، اور آپ کا اپنے سابقہ مسئلہ سے رجوع بھی درست ہے۔

احقر نے اپنے تخصص کے زمانہ میں بڑے مفتی صاحب (حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب قدس اللہ سرّہٗ) سے بھی ایک فتویٰ کی تحریر اور حضرت رحمہ اللہ کی طرف سے اس میں ترمیم وتصدیق سے یہی بات سمجھی تھی۔............

دعاؤں کا طلب گار ہوں

والسلام

محمود اشرف غفر اللہ لہ

۲۶/۸/۱۴۳۰ھ

اہلِ علم حضرات کی آراء

حضرت مولانا مفتی محمود اشرف عثمانی صاحب زید مجدہم

(نائب مفتی: جامعہ دارالعلوم کراچی)

۷۸۶

مکرمی ومحترمی زاداللہ مدارجکم وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ

(اضحیہ سے متعلق) رسالہ مل گیا احقر کی رائے بھی اس میں چھپی ہوئی پڑھی۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو حق پر جمع فرمادیں اور اتباع حق کی توفیق سے نوازتے رہیں۔

وبیدہ الخیر

والسلام

محمود اشرف غفرلہٗ ۸/۱۱/۳۰ھ

مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب زید مجدہٗ

(جامعہ ابوہریرہ، برانچ پوسٹ آفس، خالق آباد، نوشہرہ، سرحد)

محترم المقام حضرت مولانا مفتی محمد رضوان صاحب دامت معالیکم!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ!

آپ کا رسالہ ''حصول الخير بالتضحية عن الغير'' موصول ہوا۔

حسبِ تعمیلِ ارشاد رسالے کا اول تا آخر بغور مطالعہ کیا، ماشاء اللہ تحقیق کا خوب ادا کیا، فقہی عبارات اور اردو فتاویٰ کے سوال وجواب کے ذریعہ ہر پہلو کی تنقیح ہوگئی، اور مسئلہ بے غبار ہوگیا۔

اللہ تعالیٰ اس رسالے کو بھی آپ کی دیگر قلمی کاوشوں کی طرح امت کیلئے نافع بنائے اور دینِ متین

کی خدمت کا خوب خوب کام لے۔

البتہ ص 16 کی سطر نمبر 8 میں اعلاء السنن کی عبارت نقل کرنے میں تسامح معلوم ہوتا ہے، یعنی ’’وحینئذیبطل تجدید الشارع بالسبعة‘‘ میں تجدید کی جگہ ’’تحدید بالحاء‘‘ ہونا چاہئے۔ [1]

جب اصل (۱۴۲۷، ۱۴۱۵ھ ایڈیشن) کی طرف مراجعت کی تو وہاں بھی ’’تجدید بالجیم‘‘ پایا۔ اگر کسی پرانے نسخے میں دیکھ لیا جائے تو مناسب ہوگا۔

فقط والسلام

عبدالقیوم حقانی

31/اکتوبر/2009ء

جامعہ ابوہریرہ نوشہرہ

مولانا محمد قاسم چلاسی صاحب زید مجدہٗ

(مدرسہ عثمانیہ تعلیم القرآن، محلّہ مسجد بلال، کلر سیداں، راولپنڈی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ!

امید ہے کہ مزاج گرامی بخیر وعافیت ہونگے۔

ماہنامہ التبلیغ کے علمی وتحقیقی سلسلے کا نمبر (17) بعنوان ’’غیر کی طرف سے قربانی کی تحقیق‘‘ موصول ہوا، بغرضِ استفادہ ایک بار مطالعہ کرنے کی بحمداللہ توفیق ہوئی، ماشاء اللہ مسئلے کے قابلِ تحقیق پہلوؤں پر خوب سیر حاصل تحقیق ہوئی ہے۔

نیز آنجناب نے شمارہ کے صفحہ نمبر 23 تا 24 میں جو خلاصہ کلام بیان فرمایا ہے بندہ کو اس کے تمام

---

[1] بندہ کو بھی اس سے اتفاق ہے، اور ’’جیم‘‘ کتابت میں تسامح معلوم ہوتا ہے، جس کی موجودہ ایڈیشن میں اصلاح کر دی گئی ہے، فجزاکم اللہ تعالیٰ۔ محمد رضوان

مندرجات سے اتفاق ہے۔

گزارش ہے کہ بندہ کو علمی و تحقیقی سلسلہ نمبر 16 بعنوان صبح صادق اور وقت عشاء کی تحقیق پر مشتمل رسالہ موصول نہیں ہوا، امید ہے کہ ماہنامہ التبلیغ کے ساتھ ارسال فرما کر استفادہ کا موقع عنایت فرمائیں گے۔

والسلام

محمد قاسم چلاسی

۲۲/ ذیقعد ۱۴۳۰ھ

مولانا مفتی ریاض محمد صاحب زید مجدہٗ

(دارالافتاء، دارالعلوم، تعلیم القرآن، راجہ بازار، راولپنڈی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محترمی و مکرمی حضرت مولانا مفتی محمد رضوان صاحب مدظلکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ !

مزاج گرامی ! غیر کی طرف سے قربانی کے بارے میں ماہنامہ ''التبلیغ'' کا علمی و تحقیقی سلسلہ نمبر (۱۷) موصول ہوا۔

اس بارے میں واقعی تعارض تھا اور حتمی فیصلہ کرنے میں دقت پیش آتی تھی۔

آپ کی تحقیق سے اتفاق ہے، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔

فقط واللہ اعلم

ریاض محمد

دارالافتاء تعلیم القرآن راولپنڈی

۱۴۳۰/۱۲/۴ھ

مولانا مفتی غلام قادر صاحب زید مجدہٗ

(دارالافتاء، دارالعلوم حقانیہ، اکوڑہ خٹک، ضلع نوشہرہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محترم المقام حضرت مولانا مفتی محمد رضوان صاحب زید مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ!

طالبِ خیریت بخیریت ہے۔

آپ کا علمی وتحقیقی رسالہ ''حصولُ الخیر بالتضحیة عن الغیر'' موصول ہوا، کثرتِ مشاغل نے رسالہ کو تفصیلاً دیکھنے کا موقع تو نہیں دیا، البتہ تمام صفحات پر سرسری نظر، اور اس رسالہ میں صفحہ 23 پر ذکر کئے گئے خلاصہ کو بغور دیکھا، یہ خلاصہ کلام درست اور احتیاط پر مبنی ہے۔

اللہ آپ کے علمی وتحقیقاتی سلسلے کو مزید ترقی عطا فرمائیں!

والسلام

(مفتی) غلام قادر نعمانی حفظہ اللہ تعالیٰ

دارالافتاء دارالعلوم حقانیہ، اکوڑہ خٹک، نوشہرہ

۹/ ذیقعدہ ۱۴۳۰ھ

مولانا مفتی محمد امجد حسین صاحب زید مجدہٗ

(دارالافتاء: ادارہ غفران، راولپنڈی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامداً ومصلیاً ومسلماً!

ماہنامہ ''التبلیغ'' کے فقہی سلسلہ کا مجلّہ نمبر ۱۷ ''حصولُ الخیر بالتضحیة عن الغیر'' یعنی غیر کی طرف سے قربانی کی تحقیق کے زیرِ عنوان شائع ہوا ہے۔

حضرت جی مفتی محمد رضوان صاحب دامت فیوضہم کی یہ فقہی کاوش اس لحاظ سے تو ایک مستقل مقالہ کی حیثیت رکھتی ہے کہ اس میں زیرِ بحث مسئلہ کی مختلف صورتوں، گوشوں اور پہلوؤں پر روایت و درایت، استنباط و استدلال کی روشنی میں تفقہ سے مملو جامع و مربوط کلام فقہ وفتاویٰ کی عبارات و اقتباسات کے جلو میں کیا گیا ہے، لیکن اصلاً یہ مضمون حضرت مفتی محمد رضوان صاحب موصوف نے اپنی تالیف ذی الحجہ وقربانی کے فضائل واحکام کے ایک مسئلہ سے مراجعت وتحقیق کے بعد رجوع اور اس تحقیق ومراجعت کے نتیجہ میں اس مسئلہ کی ازسرِ نو وضاحت کے لئے تحریر فرمایا ہے۔

بندہ نے بغرضِ استفادہ اس مقالہ کا مطالعہ کیا، اس میں مذکور فقہی اقتباسات وعبارات اور ان سے اخذِ نتیجہ کے طور پر مسئلہ کی موجودہ تنقیح وتوضیح سے تشفی واطمینان حاصل ہوا۔

مقالہ کے مطالعہ سے احکامِ شرع کی گیرائی و گہرائی، تفقہ واہلِ تفقہ کی عظمت اور احکام شرع کے انطباق، ارتباط اور تفہیم کے تمام ہی مرحلوں میں تفقہ کی ناگزیریت اور اہل تفقہ کی خدمات کی اہمیت کا ایک خوشگوار تاثر دل ودماغ کو محیط ہوا۔

خلاصۂ کلام کے ضمن میں ص ۲۴ پر اصلاح شدہ عبارت (برائے کتاب ذی الحجہ وقربانی کے فضائل و احکام) میں ایک جملہ مکرر محسوس ہوا شاید کتابت کی فروگذاشت ہو، ملاحظہ ہو:

> ”یہ بھی جائز ہے کہ ایک شخص پورے ایک چھوٹے جانور کا ثواب ایک یا کئی لوگوں کو پہنچائے اور یہ بھی جائز ہے کہ (ایک چھوٹے جانور یا) ایک بڑے جانور کے ساتویں حصے کی قربانی کا ثواب ایک یا کئی لوگوں کو پہنچائے“ (بلفظہٖ)

اس میں بریکٹ میں ظاہر کئے گئے الفاظ اضافی معلوم ہوتے ہیں، حذف ہونے چاہئیں۔ [1]

اللہ تعالیٰ حضرت مفتی صاحب دامت برکاتہم کی یہ سب دینی خدمات اور رجوع کا بے لوث عمل مقبول وماجور فرمائیں۔ آمین۔ فقط

خوشہ چین محمد امجد حسین

دارالافتاء ادارہ غفران ۱۴۳۰/۱۲/۲۰ھ

---

[1] واقعتاً یہ کتابت کی فروگزاشت ہے، جس کی اصل مضمون میں اصلاح کردی گئی ہے، فجزاکم اللہ تعالیٰ۔ محمد رضوان

غیر کی طرف سے قربانی کی تحقیق پر چند وضاحتیں

از مولانا مفتی محمد یونس صاحب زید مجدہٗ

(دارالافتاء: ادارہ غفران، راولپنڈی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بخدمت محترم و معظم حضرت اقدس مفتی صاحب دامت برکاتہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ!

ماہنامہ التبلیغ کا علمی و تحقیقی سلسلہ نمبر ۱۷ موسوم بہ ''حصول الخیر بالتضحیۃ عن الغیر'' بغرضِ استفادہ مطالعہ کیا، غیر کی طرف سے قربانی کرنے کی صورتیں باحوالہ منقح ہوگئی ہیں، اور ''ذوالحجہ و قربانی کے فضائل واحکام'' کے آئندہ ایڈیشن میں ان شاء اللہ تعالیٰ مبحوث فیہ مسئلے کی اصلاح بھی ہوجائے گی۔

اس مسئلے کی اصلاح کرکے آئندہ جن الفاظ میں لکھنا تجویز ہوا ہے، وہ الفاظ تحقیقی رسالے کے صفحہ ۲۴ پر درج ہیں، دوسرے جملے میں ''چھوٹے جانور'' کے الفاظ مکرر محسوس ہوئے، ناقص رائے میں درمیان والا جملہ یوں مناسب معلوم ہوتا ہے:

''یہ بھی جائز ہے کہ ایک شخص پورے ایک چھوٹے جانور کی قربانی کا ثواب ایک یا کئی لوگوں کو پہنچائے، اور یہ بھی جائز ہے کہ ایک شخص بڑے جانور کے ساتویں حصے کی قربانی کا ثواب ایک یا کئی لوگوں کو پہنچائے''

تاہم آگے جو یہ تحریر کیا گیا ہے کہ:

''البتہ ایک چھوٹے جانور یا ایک بڑے جانور کے ساتویں حصہ میں ایک سے زیادہ افراد شریک ہوکر ایصالِ ثواب کریں تو یہ خلافِ احتیاط ہے'' (علمی و تحقیقی سلسلہ نمبر ۱۷ ص ۲۴)

اس میں کچھ وضاحت ضروری ہے، کیونکہ پہلے ایڈیشن میں (جس سے رجوع کیا جارہا ہے) یہ تحریر کیا گیا تھا کہ:

اور یہ بھی جائز ہے کہ کئی لوگ مل کر ایک قربانی کا ثواب ایک یا زیادہ لوگوں کو پہنچائیں

(ذُوالحجہ اور قربانی کے فضائل واحکام ص ۱۲۹)

اس میں چھوٹے جانور کا ذکر نہیں تھا، اور نہ ہی یہ ذکر تھا کہ ایک بڑے جانور کے ساتویں حصہ میں شرکاء کون ہیں، آیا اجنبی یا وہی جن کے کامل حصے بھی اس جانور میں موجود ہیں، پھر رجوع کس چیز سے ہوا، اس کی مکمل وضاحت نہیں ہو سکی۔

چھوٹے جانور میں تو یہ شرکت جائز معلوم نہیں ہوتی، اور اسی طرح اس صورت میں بھی جائز معلوم نہیں ہوتی، جبکہ سبع بقرہ میں وہ لوگ شرکت کریں، جن کا کامل حصہ اس بقرہ میں موجود نہیں، البتہ یہ صورت خلافِ احتیاط معلوم ہوتی ہے، جبکہ سبعِ بقرۃ میں وہی افراد ایصالِ ثواب کی نیت کریں، جن کا کامل حصہ (یعنی کم از کم ایک بٹہ سات حصہ) اس بقرہ میں موجود ہے۔

جس کی تفصیل درجِ ذیل ہے۔

اردو فتاویٰ میں ایک فتاویٰ رحیمیہ کا حوالہ ہے، اس میں حضرت مفتی عبدالرحیم صاحب لاجپوری رحمہ اللہ نے جس جزیئے سے سبعِ بقرۃ میں بغرضِ ایصالِ ثواب متعدد افراد کی شرکت کے جواز کو قیاس کیا ہے، وہ جزئیہ یہ ہے:

(وان مات احد السبعة) المشتركين فی البدنة ...... الخ (شامی ج ۶ ص ۳۲۶)

اس جزیئے سے سبع بقرہ میں متعدد افراد کی شرکت کا جواز ثابت ہونا تو اس لئے درست نہیں کہ آگے مجلّہ کے صفحہ ۹ پر امداد المفتین کے حوالے سے اس جزیئے کی جو توجیہ منقول ہے، وہ بڑی معقول اور فقہی اصول وقواعد کے مطابق ہے، اور اس توجیہ کی رو سے خود اس جزیئے میں ہی سبع بقرہ میں متعدد افراد کی شرکت ثابت نہیں ہوتی، چہ جائیکہ اس پر قیاس کر کے کسی دوسرے مسئلہ میں سبع بقرۃ میں متعدد افراد کی شرکت کو درست مانا جائے، اس لئے کہ **(وان مات احد السبعة)** والے جزیئے میں ورثاء کی اجازت سے وہ سبع بقرۃ میت کی طرف سے واقع ہو رہا ہے، نہ کہ ورثاء کی طرف سے، اور میت میں تعدد کا سوال ہی نہیں۔

سو، اب فتاویٰ رحیمیہ والے حوالے کا جواب تو امداد المفتین کی رو سے ہو گیا، کہ امداد المفتین میں

بیان کردہ تحقیق و تفصیل کو ترجیح حاصل ہے، جیسا کہ مجلّہ کے صفحہ ۱۲ پر اس کی صراحت مذکور ہے۔

خصوصاً جبکہ حضرت مفتی عبدالرحیم صاحب لاجپوری رحمہ اللہ نے حتمی طور پر کوئی حکم بیان کرنے کے بجائے ...... ''درست ہونا چاہئے'' جیسے کمزور الفاظ کے ساتھ اس مسئلے کو بیان فرمایا، اور ساتھ ہی دوسرے علماء سے دریافت کر لینے کا مشورہ بھی تحریر فرمایا ہے۔

اور دوسرا حوالہ اردو فتاویٰ میں سے فتاویٰ محمودیہ کا ہے، اور فتاویٰ محمودیہ میں سبع بقرہ میں متعدد افراد کی شرکت کے جواز کو جن فقہی جزئیات پر قیاس کیا گیا ہے، وہ مجلّہ کے صفحہ ۶ پر منقول ہیں۔

ان فقہی جزئیات میں یہ مسئلہ مذکور ہے کہ اگر ایک بڑے جانور میں شریک سات سے کم ہوں (مثلاً دو، تین، چار، پانچ، یا چھ افراد) اور ان ہی میں سے بعض یا سب افراد کا حصہ ساتویں حصہ سے بھی زیادہ ہو، لیکن کسی بھی شریک کا حصہ ایک بٹہ سات حصے سے کم نہ ہو، تو فقہائے کرام کے نزدیک مختار قول کی رُو سے اس صورت میں قربانی جائز ہے، جیسا کہ آپ کی تصنیف ''ذُوالحجہ اور قربانی کے فضائل واحکام'' کے صفحہ ۱۲۸ پر مسئلہ نمبر ۵ میں مذکور ہے، کیونکہ یہاں فقط سبع بقرہ میں متعدد افراد کی شرکت نہیں ہے، بلکہ سبع بقرہ میں شرکت دوسرے کامل حصوں کے تابع ہو کر ہے، جس کی صراحت آپ نے بھی فرمائی ہے۔

فی قولہ:

''جہاں تک اس جزئیہ کا تعلق ہے، جس میں (الیٰ) تعدد جائز نہ ہونا چاہیئے''

اور آگے بھی ذکر آتا ہے۔

بہرحال ان جزئیات کی بنیاد پر سُبُعِ بقرہ میں متعدد افراد کی شرکت تب ثابت ہوسکتی تھی جبکہ مثلاً کسی بقرۃ میں چھ شرکاء واجب قربانی کی نیت سے شریک ہوتے، اور ان چھ کے علاوہ دو یا دو سے زائد افراد ایصالِ ثواب کے ارادے سے سبع بقرہ میں شریک ہوتے، حالانکہ ایسا نہیں ہے۔

پس اس طرح کے جزئیات کی بنیاد پر سُبُعِ بقرہ میں متعدد افراد کی شرکت ثابت نہ ہوئی، جیسا کہ مجلّہ کے ص ۱۸ پر بھی یہی مرقوم ہے۔

فی قولہ: ''پس قواعد کی رُو سے (الیٰ قولہ) جائز نہ ہونا چاہئے''

اب اگر کسی گائے میں شریک چھ افراد نے ساتویں حصے میں مشترکہ طور پر ایصالِ ثواب کی نیت کرلی تو اس کی بظاہر دو صورتیں ممکن ہیں، ایک یہ کہ ہر شریک نے واجب قربانی کی نیت مستقل اور کامل حصے میں کی، اور ایصالِ ثواب کی نیت سبع بقرہ (یعنی تجزی والے حصے) میں کی (جیسا کہ فتاویٰ محمودیہ کے نقل کردہ فتاویٰ میں مذکور ہے)

اس صورت کا جواز اس لئے درست معلوم نہیں ہوتا کہ مقیس علیہ (یعنی وہ جزئیات جن میں تجزی والے حصے کے کامل حصے کے تابع ہونے کی توجیہ مذکور ہے) میں تجزی والے حصے کو کامل حصے کے تابع کر کے مجموعی طور پر ایک ہی حصہ قرار دیا گیا ہے، اور یہ ایک حصہ قرار دیا جانا ان جزئیات میں اس لئے درست ہے کہ فقہائے کرام کے مطابق قربانی کرنے والے کی اس پورے مجموعی حصے میں ایک ہی نیت قرار دی گئی ہے۔ [1]

جبکہ ہمارے مبحوث فیہ مسئلے میں قربانی کرنے والے کی نیت کامل حصے میں الگ ہے، اور تجزی والے حصے میں الگ ہے، اس لئے ان جزئیات کی بنیاد پر اس صورت کے جواز کا قول کم از کم خلافِ احتیاط ضرور ہے، اس لئے اس صورت سے بھی منع کرنا چاہئے، البتہ اگر کسی نے ایسا کرلیا تو ایصالِ ثواب کی نیت کو لغو قرار دے کر قربانی کو درست قرار دیا جاسکتا ہے۔

اور دوسری صورت یہ ہے کہ چھ شرکاء میں سے ہر ایک نے اپنے کامل حصے اور تجزی والے حصے کو ملا کر مجموعی حصے میں واجب قربانی کے ساتھ برابر درجے میں ایصالِ ثواب کی نیت بھی کرلی، تو اس صورت میں یہ دراصل واجب قربانی کے ذریعے ایصالِ ثواب کی نیت ہے، یہ صورت ان فقہاء کے نزدیک جائز ہوگی، جن کے نزدیک واجب عمل کا ثواب پہنچانا جائز ہے۔

حاصل یہ ہے کہ شاۃِ واحدہ میں ایک سے زیادہ افراد کا ایصالِ ثواب کی غرض سے شریک ہونا درست نہیں۔

---

[1] چنانچہ شامی میں ہے:
(قَوْلُهُ وَلَوْ ضَحَّى بِالْكُلِّ إلَخْ) الظَّاهِرُ أَنَّ الْمُرَادَ لَوْ ضَحَّى بِبَدَنَةٍ يَكُونُ الْوَاجِبُ كُلُّهَا لَا سُبُعُهَا بِدَلِيلِ قَوْلِهِ فِي الْخَانِيَّةِ :وَلَوْ أَنَّ رَجُلًا مُوسِرًا ضَحَّى بِبَدَنَةٍ عَنْ نَفْسِهِ خَاصَّةً كَانَ الْكُلُّ أُضْحِيَّةً وَاجِبَةً عِنْدَ عَامَّةِ الْعُلَمَاءِ وَعَلَيْهِ الْفَتْوَى ا هـ (شامی ج۶ ص ۳۲۳)

امداد المفتین کے حوالے سے مجلّہ کے صفحہ ۱۰ پر اس صورت میں قربانی کا عدمِ جواز مصرح ہے، اور بڑے جانور میں واجب قربانی کی نیت سے شریک ہونے والے افراد کے علاوہ دو یا دو سے زائد افراد کا ایصالِ ثواب کے ارادے سے سبع بقرہ میں شریک ہونا بھی ناجائز ہے، فتاویٰ رحیمیہ میں پیش کردہ جزئیہ سے جواز کا شبہ ہوتا تھا، مگر اس کا جواب امداد المفتین میں ذکر کر دیا گیا ہے۔

رہی یہ صورت کہ بقرہ میں واجب قربانی کی نیت سے شریک (سات سے کم) افراد ہی سبع بقرہ میں ایصالِ ثواب کے ارادے سے شریک ہو جائیں، تو اس کی آگے پھر دو صورتیں بنتی ہیں، جو اوپر مذکور ہوئیں۔

اس لئے جس صورت کو خلافِ احتیاط لکھا ہے، اس میں یہ قید ضروری معلوم ہوتی ہے کہ وہی افراد جن کے پہلے سے کامل حصے موجود ہیں، باقیماندہ سبع بقرہ میں ایصالِ ثواب کی نیت کریں۔

اخیر میں یہ عرض ہے کہ آئندہ ایڈیشن میں یہ مضمون کچھ ترمیم و اصلاح کر کے ایسے انداز سے لکھ دیا جائے جس سے مبحوث فیہ مسئلے کے جواز و عدمِ جواز کی صورتیں عام قاری کے لئے سمجھنا آسان ہو سکے، اور مرجوع الیہ و مرجوع عنہ مسئلہ کی پوری طرح تنقیح ہو جائے۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد یونس ۲۴/صفر/۱۴۳۱ھ

دارالافتاء، ادارہ غفران، راولپنڈی

معروضات

از طرف محمد رضوان

(ادارہ غفران، راولپنڈی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آپ نے جن امور کی طرف توجہ دلائی ہے، بندہ کو ان سے اتفاق ہے۔

جزاکم اللہ تعالیٰ خیر الجزاء۔

یہ بات تو علمی و تحقیقی مجلّہ میں واضح کر دی گئی ہے کہ ایصالِ ثواب کی صورت میں وقوع الذبح عن الذابح والمباشر اور حصول الثواب للغیر ہوتا ہے۔

اور جب ایسا ہے تو ذابح و مباشر کا بصورتِ ایصالِ ثواب بھی تعدد درست نہ ہوگا، لہٰذا سبعِ بقرہ اور شاۃِ واحدہ میں ایک سے زیادہ افراد کی شرکت جائز نہیں، خواہ وہ قربانی واجب ہو یا تطوع، اور خواہ دوسرے کو ایصالِ ثواب مقصود ہو یا نہ، اور ''وان مات احد السبعة'' والے جزئیہ کا جواب امداد المفتین میں بیان کر دیا گیا ہے۔ [1]

اور رہی یہ صورت کہ جب بدنہ یا بقرہ میں سات سے کم افراد شریک ہوں، اور کسی ایک شریک کا حصہ بھی ساتویں حصہ سے کم نہ ہو، تو بعض یا سب شرکاء کا ساتویں حصہ میں بنیتِ ایصالِ ثواب شریک ہونا، تو یہ صورت محلِ کلام ہے۔

اصولی طور پر تو اس صورت سے بھی اجتناب کرنا چاہئے، کیونکہ اس صورت کو جس جزئیہ پر قیاس کیا گیا ہے، اولاً تو اس کا جواز و عدمِ جواز مختلف فیہ ہے، بعض اس کے عدمِ جواز کے قائل ہیں، بوجہ ساتویں حصہ میں تجزی ہو جانے کے۔

اور اصح و مختار اگر چہ جواز ہے، لیکن جواز کی توجیہ یہ بیان کی گئی ہے کہ سبعِ بقرۃ کی تجزی کامل حصہ

---

[1] حال ہی میں حضرت مولانا مفتی عبدالشکور ترمذی صاحب رحمہ اللہ کا ایک فتویٰ محررہ ۲۵/ ذوالقعدہ/ ۱۴۰۷ھ کا نظر سے گزرا، جس میں وہ فرماتے ہیں:

> عرض ہے کہ اس سے پہلے احقر نے ''وان مات احد السبعۃ الخ'' پر قیاس کر کے اور حضرت مولانا محمد یحییٰ صاحب کاندھلوی رحمہ اللہ کا فتویٰ سن کر اس پر فتویٰ دیا تھا، کہ کوئی شخص ایک حصہ میں شریک ہو کر اس کا ثواب میت کو پہنچا سکتے ہیں، پھر بعد میں اس پر اشکال ہوتا رہا، اور جزئیہ مذکور پر قیاس کرنا صحیح نہیں معلوم ہوا، بلکہ یہ قیاس، قیاس مع الفارق معلوم ہونے لگا، اول تو وہ اضطراری مِلک ہے، دوسرے ''احد السبعۃ'' کے ورثاء میت کے فی الجملہ ثابت اور حکماً واحد قرار دیئے جاسکتے ہیں، اس لئے اب یہ احقر اپنے پہلے فتویٰ سے رجوع کرتا ہے، اور اس صورت کے عدمِ جواز یعنی قربانی نہ ہونے کا فتویٰ دیتا ہے، حضرت مرشدی مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ کے فتویٰ میں اس پر تفصیلی بحث سے بھی اسی عدمِ جواز کی تائید ہوتی ہے (اس کے بعد امداد المفتین کا ایک اقتباس نقل کر کے فرماتے ہیں) اس سے واضح ہے کہ ساتویں حصہ کا تجزیہ اس جزئیہ میں نہیں پایا گیا کہ اس پر قیاس کر کے دوسری جگہ صورتِ مسئولہ میں تجزیہ کو جائز قرار دے دیا جائے، بلکہ ورثہ کا تصرف بہ نیابتِ میت حکماً ایک شخص یعنی میت کا ہی تصرف سمجھا جائے گا، اور ساتواں حصہ حکماً واحد ہی رہے گا
> (مجلّہ ''الحقانیہ'' ساہیوال، سرگودھا، صفحہ ۴۷، جلد ۴، شمارہ ۱۲، ذوالحجہ ۱۴۳۰ھ)

کے تابع ہو کر قربت بنتی ہے، جس کا مطلب یہ ہوا کہ بذاتِ خود یہ قربت نہیں ہوتی۔ ۱؎
لہٰذا سبع بقرہ کے اجزاء کے ساتھ قربتِ مستقلہ کی نیت کرنا درست نہ ہونا چاہئے، جس کی تصریح علمی وتحقیقی سلسلہ میں بھی کردی گئی تھی، لیکن بایں ہمہ اگر کسی نے ایسا کیا، تو قربانی کو درست قرار دیا جاسکتا ہے، جس کی توجیہ جناب نے اپنے مکتوب میں ذکر کردی ہے۔
آئندہ ایڈیشن میں ان شاءاللہ تعالیٰ اصلاح کردی جائے گی، اور مضمون کے اغلاق کو بھی ختم کردیا جائے گا، فجزاکم اللہ تعالیٰ خیرالجزاء۔ ۲؎

فقط واللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اعلم

محمد رضوان ۲۵/صفر/۱۴۳۱ھ 10/فروری/2010ء بروز بدھ

ادارہ غفران، راولپنڈی

۱؎ وَتَجُوزُ عَنْ سِتَّةٍ أَوْ خَمْسَةٍ أَوْ ثَلَاثَةٍ ، ذَكَرَهُ مُحَمَّدٌ رَحِمَهُ اللَّهُ فِي الْأَصْلِ ، لِأَنَّهُ لَمَّا جَازَ عَنْ السَّبْعَةِ فَعَمَّنْ دُونَهُمْ أَوْلَى ، وَلَا تَجُوزُ عَنْ ثَمَانِيَةٍ أَخْذًا بِالْقِيَاسِ فِيمَا لَا نَصَّ فِيهِ وَكَذَا إذَا كَانَ نَصِيبُ أَحَدِهِمْ أَقَلَّ مِنْ السُّبُعِ ، وَلَا تَجُوزُ عَنْ الْكُلِّ لِانْعِدَامِ وَصْفِ الْقُرْبَةِ فِي الْبَعْضِ ، وَسَنُبَيِّنُهُ إنْ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى (هداية، كتاب الاضحية)
قَوْلُهُ (وَكَذَا إذَا كَانَ نَصِيبُ أَحَدِهِمْ أَقَلَّ مِنْ السُّبُعِ لَا يَجُوزُ) كَمَا إذَا مَاتَ وَتَرَكَ امْرَأَةً وَابْنًا وَبَقَرَةً فَضَحَّيَا بِهَا يَوْمَ الْعِيدِ لَمْ يَجُزْ ، لِأَنَّ نَصِيبَ الْمَرْأَةِ أَقَلُّ مِنْ السُّبُعِ فَلَمْ يَجُزْ نَصِيبُهَا وَلَا نَصِيبُ الِابْنِ أَيْضًا .
وَقَوْلُهُ (يَجُوزُ فِي الْأَصَحِّ) احْتِرَازٌ عَنْ قَوْلِ بَعْضِ الْمَشَايِخِ رَحِمَهُمُ اللَّهُ إنَّهُ لَا يَجُوزُ لِأَنَّ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا ثَلَاثَةُ أَسْبَاعٍ وَنِصْفُ سُبُعٍ وَنِصْفُ السُّبُعِ لَا يَجُوزُ فِي الْأُضْحِيَّةِ ، وَإِذَا لَمْ يَجُزْ الْبَعْضُ لَمْ يَجُزْ الْبَاقِي .وَجْهُ الْأَصَحِّ مَا ذَكَرَهُ فِي الْكِتَابِ وَبِهِ أَخَذَ الْفَقِيهُ أَبُو اللَّيْثِ وَالصَّدْرُ الشَّهِيدُ رَحِمَهُمَا اللَّهُ (العناية شرح الهداية، كتاب الاضحية)
۲؎ موجودہ ایڈیشن میں بحمداللہ تعالیٰ اس کی اصلاح کردی گئی ہے، اور ممکنہ حد تک اغلاق کو بھی ختم کردیا گیا ہے۔

مولانا مفتی سید عبدالقدوس ترمذی صاحب زید مجدہٗ

(جامعہ حقانیہ، ساہیوال، سرگودھا)

باسمہٖ سبحانہٗ وتعالیٰ

برادرِ عزیز مولانا مفتی محمد رضوان صاحب تھانوی زید مجدہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ !

خیریت موجود عافیت مقصود۔ آپ کا مرسلہ رسالہ ''حصول الخیر بالتضحیۃ عن الغیر'' پہنچا، احقر نے اول سے آخر تک بغور پڑھا، بندہ اس کے تمام مندرجات سے متفق ہے، اللہ تعالیٰ اسے نافع اور مفید بنائیں، اور آپ کو جزائے خیر سے نوازیں۔ آمین

صحیح یہی ہے کہ شاۃ واحد یا سبعِ بقرۃ میں ایصالِ ثواب کی دو صورتوں میں سے پہلی صورت (جس میں ایصالِ ثواب کرنے والے کی طرف سے پوری شاۃ یا بڑے جانور کا ایک حصہ متعدد افراد کے لیے قربانی میں ذبح کیا جائے) جائز اور دوسری صورت (جس میں ایک شاۃ یا بڑے جانور کے ساتویں حصہ میں متعدد افراد شریک ہو کر ایصالِ ثواب کریں) ناجائز ہے۔

اسی طرح یہ بھی صحیح ہے کہ اگر غیر کو ایصالِ ثواب کے لیے قربانی کی جائے (خواہ وہ غیر حی ہو، یا میت) اس میں اس غیر کی اجازت کی ضرورت نہیں ہے، اور نہ ہی اس غیر کا تعدد اور ایک سے زائد ہونا مضر ہے۔ حضرت اقدس والد ماجد قدس سرہٗ بھی پہلے ایک شاۃ/سبعِ بقرۃ میں جب ان کی نفلی قربانی کی جائے، متعدد افراد کی شرکت کو جائز فرماتے تھے، بعد میں آپ نے اس فتویٰ سے رجوع فرمالیا تھا، احقر نے ایک سوال کے جواب میں اس کی تفصیل لکھ دی ہے، جو حال ہی میں ماہنامہ ''الحقانیہ'' ذوالحجہ ۱۴۳۰ھ میں شائع ہو چکی ہے، اگر آپ چاہیں تو احقر کی ان چند سطور کے ساتھ اس تفصیل کو بھی آئندہ اپنے رسالہ میں شامل فرمالیں۔ فقط والسلام

احقر عبدالقدوس ترمذی غفرلہٗ ۲۹/ ذوالقعدہ/۱۴۳۰ھ 18/11/2009ء

جامعہ حقانیہ، ساہیوال، سرگودھا

حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم

(نائب صدر: جامعہ دارالعلوم کراچی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مکرم بندہ زید مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کے کئی مقالے میرے پاس جمع ہو گئے ہیں، علالت اور اسفار و اشغال نے مہلت نہ دی۔ اب "تضحیہ عن الغیر" کا مقالہ دیکھنے کی نوبت آئی، الحمد للہ کافی وافی پایا۔ تقبل اللہ تعالیٰ سعیکم وجزاکم خیرا۔ البتہ یہ عبارت صفحہ ۱۸ پر مبہم سی ہے کہ:

"اگر متعدد افراد ایصال ثواب ہی کی نیت سے ... مقرر کرنا چاہیے"

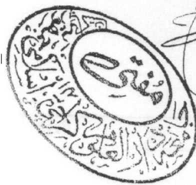
اگر اس کا مطلب یہ ہے کہ کچھ افراد مثلاً واجب قربانی کر رہے ہیں تو ساتویں حصے کو مشترکہ طور پر کسی کو ایصال ثواب کی غرض سے قربانی کی نیت کر سکتے ہیں تو یہ بات درست معلوم نہیں ہوتی، اور اگر مقصد کچھ اور ہے تو اسے واضح کرنا چاہیے۔ البتہ گوشت میں ایصال ثواب کی نیت جو آگے لکھی ہے، یہ عبارت ہے۔

واللہ سبحانہ اعلم

بندہ

[signature]

۲۵-۳-۳۲ھ





بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مکرم بندہ زید مجدکم

آپ کے کئی مقالے میرے پاس جمع ہو گئے ہیں، علالت اور اسفار واشغال نے مہلت نہ دی، اب تضحیہ عن الغیر کا مقالہ دیکھنے کی نوبت آئی، الحمدللہ کافی وافی پایا، تقبل اللہ تعالیٰ منکم وجزاکم خیرا۔ البتہ یہ عبارت صفحہ ۱۸ پر مبہم سی ہے کہ:

"......اگر متعدد افراد ایصالِ ثواب کی نیت سے......مضر نہ ہونا چاہئے"

اگر اس کا مطلب یہ ہے کہ چھ افراد مثلاً واجب قربانی کر رہے ہیں، تو ساتویں حصے کو مشترک طور پر کسی کے ایصالِ ثواب کی غرض سے قربانی کی نیت کر سکتے ہیں، تو یہ بات درست معلوم نہیں ہوتی، اور اگر مقصد کچھ اور ہے، تو اسے واضح کرنا چاہئے۔

البتہ گوشت صدقہ کرنے میں ایصالِ ثواب کی نیت جو آگے لکھی ہے، بے غبار ہے۔

واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

بندہ محمد تقی ۔۲۵/۳/۱۴۳۲ھ

(مہر) دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی

فتویٰ نمبر: ۱۲/۱۳۳۹ مورخہ: ۲۶/۳/۳۲ھ ۲/۳/۲۰۱۱ء

حضرت مفتی صاحب مدظلہم کی یہ رائے رسالہ ہٰذا کے ابتدائی مسودہ سے متعلق ہے، جس میں واقعتاً اجمال تھا، اور حضرت سے قبل بندہ کے ایک رفیق نے اس قسم کے چند امور کی طرف توجہ دلائی تھی، جس کے نتیجہ میں اس اجمال سمیت بعض امور کی اگلے ایڈیشن میں اصلاح کر کے اشاعت کی گئی تھی۔

حضرت والا مدظلہم کی خدمت میں دوبارہ اصلاح شدہ اگلے ایڈیشن کا نسخہ ارسال کیا گیا، جس پر حضرت والا نے درجِ ذیل جواب سے ممنون فرمایا۔ محمد رضوان۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مکرم بندہ زید مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

آج "تضحیہ عن الغیر" کے بارے میں ترمیم شدہ
عبارت دیکھنے کا موقع ملا۔ الحمدللہ، وہ اجمال
دور ہوگیا، جزاکم اللہ تعالیٰ خیرا، ووفقکم لأمثال أمثالہ

والسلام

بندہ

محمد تقی

۱؍۶؍۳۲ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مکرم بندہ زید مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ!

آج ''تضحیہ عن الغیر'' کے بارے میں ترمیم شدہ عبارت دیکھنے کا موقع ملا۔

الحمدللہ، وہ اجمال دور ہوگیا۔

جزاکم اللہ تعالیٰ خیر الجزاء. ووفقکم لأمثال أمثالہ۔

والسلام

بندہ محمد تقی

۱/۶/۳۲ھ

باسمہٖ تعالیٰ

علمی و تحقیقی سلسلہ نمبر (۱۸)

اصلاح شدہ ایڈیشن

وَصْلُ الشُّعُوْرِ بِصُوْرَةِ الزُّوْرِ

یعنی

بالوں میں وصل کی تحقیق

سر کے بالوں میں بال ملانے کی مفصَّل ومدلَّل تحقیق

مرد وعورت کے لئے سر میں بالوں کی پیوند کاری، سرجری اور وِگ کے استعمال کا حکم

مختلف اغراض کے لئے جدید وقدیم طریقہ پر بالوں کی تکثیر وتولید میں

ممانعت وجواز کے علل واسباب پر بحث

اور مصنوعی بالوں پر وضو میں مسح کرنے اور غسل میں ان کو دھونے اور اس حالت میں نماز ادا کرنے کا شرعی حکم

تالیف

مفتی محمد رضوان

ادارہ غفران چاہ سلطان راولپنڈی

ادارہ غفران کے ماہنامہ ''التبلیغ'' کے علمی و تحقیقی سلسلے

(سلسلہ نمبر 1)..........تحقیق طلاق بالکتابۃ و الاکراہ (یعنی تحریری اور زبردستی طلاق کی تحقیق)

(سلسلہ نمبر 2)..........صلاۃُ المریض علی الکرسی (یعنی کرسی پراور مریض کی نماز کے اَحکام)

(سلسلہ نمبر 3,4)..........رَفْعُ التَّشْکِیْکِ عَنْ حِیْلَۃِ التَّمْلِیْکِ (یعنی حیلہ تملیک سے متعلق تحقیق)

(سلسلہ نمبر 5)..........النظر و الفکر فی مبدءِ السفر و القصر (یعنی سفر اور قصر کی ابتداء وانتہاء کیا ہوگی؟)

(سلسلہ نمبر 6)..........بِدَایَۃُ السَّفَرِ وَالْقَصْرِ فِیْ حَالَۃِ الْحَضْرِ وَالْمِصْرِ (شہر کی حدود اور مقیم ہونے کی حالت میں سفر اور قصر شروع ہوجانے کا حکم)

(ضمیمہ: سلسلہ نمبر 5،6)..........منع مبدءِ السفر قبل مبدءِ القصر

(سلسلہ نمبر 7)..........اجتماعی ذکر کی مجلسوں کا شرعی حکم

(سلسلہ نمبر 8)..........تحقیق کیفیت مسحِ رقبۃ (گردن کے مسح کی کیفیت اور طریقے کی تحقیق)

(سلسلہ نمبر 9)..........مصنوعی تولید اور ٹیسٹ ٹیوب بے بی کا شرعی حکم

(سلسلہ نمبر 10)..........پاکستان کی موجودہ رویتِ ہلال کمیٹی کی شرعی حیثیت

(سلسلہ نمبر 11)..........المشاکلُ الحاضرۃ فی حُرمۃ المصاھرۃ

(سلسلہ نمبر 12)..........غیر حنفی کی اقتداء میں نماز پڑھنے کا حکم

(سلسلہ نمبر 13)..........ضرورت وحاجت اور استقراض بالربح کی تحقیق

(سلسلہ نمبر 14)..........مالِ تجارت اور کرنسی کی زکوٰۃ کا معیار

(سلسلہ نمبر 15)..........حج میں قصر واتمام کی تحقیق

(سلسلہ نمبر 16)..........صبح صادق وکاذب اور وقتِ عشاء کی تحقیق

(ضمیمہ: سلسلہ نمبر 16)..........کشفُ الغطاء عن وقتِ الفجر و العشاء

(سلسلہ نمبر 17)..........حصولُ الخیر بالتضحیۃِ عن الغیر (یعنی غیر کی طرف سے قربانی کی تحقیق)

(سلسلہ نمبر 18)..........وَصْلُ الشُّعُوْرِ بِصُوْرَۃِ الزُّوْرِ (یعنی بالوں میں وصل کی تحقیق)

(سلسلہ نمبر 19)..........مجنون، غضبان اور سکران کی طلاق

(سلسلہ نمبر 20)..........بحالتِ احرام جوتے وموزے پہننے کا حکم

(سلسلہ نمبر 21)..........شرائطُ التضحیۃ فی اوقاتِ الاضحیۃ (قربانی کے سببِ وجوب، شرطِ وجوب اور شرطِ اداء کی تحقیق)

(سلسلہ نمبر 22)..........لے پالک اور منہ بولی اولاد کی شرعی حیثیت

(سلسلہ نمبر 23)..........معینُ المفتی

(سلسلہ نمبر 24)..........اشکالیات فلکیۃ وفقھیۃ حول تحدید مواقیت الصلاۃ

(سلسلہ نمبر 25)..........مجالسِ ذکر اور احادیثِ ذکر

(سلسلہ نمبر 26)..........غیرُ اللہ کی نذر و نیاز و ذبح کا حکم

(سلسلہ نمبر 27)..........قبر پر ہاتھ اٹھا کر دعاء کرنے کا حکم